ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستہ نام ور شخصیات:

(ایک مختصر تعارف)

عثمان علی شیخ ۞

تحریک پاکستان کے قائدین کو اس امر کا بہ خوبی احساس تھا کہ وہ اسلام کے نام پر ایک خود مختار ریاست حاصل کر رہے ہیں۔ اسی لیے قیام پاکستان کے بعد اس حوالے سے کوششیں کی گئیں کہ اس نوزائیدہ ریاست کو اسلامی بنیادوں پر استوار کیا جائے اور اس حوالے سے ضروری علمی مواد بھی مہیا کیا جائے۔ اس ضمن میں حکومتی سطح پر اولین کاوش بورڈ تعلیمات اسلامیہ کا قیام تھا جس کا بنیادی مقصد دستور ساز اسمبلی کو اسلامی آئین کی تشکیل کے لیے معاونت فراہم کرنا تھا۔ بعد ازاں، ایک ایسے مستقل ادارے کی ضرورت محسوس کی گئی جو پاکستان میں مسلم معاشرے کی اسلامی خطوط پر تشکیل جدید کے لیے اعلیٰ تحقیقات کے ذریعے فکری رہ نمائی مہیا کر سکے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ادارہ تحقیقات اسلامی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ (۱)

ادارہ تحقیقات اسلامی کے قیام کے بعد رجالِ کار کی فراہمی کا مرحلہ درپیش تھا۔ اس حوالے سے ادارے میں تعیناتی کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کیا گیا جو اس کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کی سعی کر سکیں۔ اس ضمن میں نہ صرف ملکی سطح کی معروف علمی شخصیات کو ادارے کا حصہ بنایا گیا بلکہ بعض معروف بین الاقوامی اداروں سے وابستہ سکالرز کو بھی خاص طور پر بلا کر ادارے میں تعینات کیا گیا۔ اسی وجہ سے ادارے کو اپنے قیام سے لے کر اب تک بہت سی ایسی علمی شخصیات کا ساتھ حاصل رہا ہے جنھوں نے قومی، اور اس سے بڑھ کر بین الاقوامی، سطح پر اپنی

۞ ٹیچنگ ریسرچ ایسوسی ایٹ، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔
(usmansheikh87@gmail.com)

۱– ادارہ تحقیقات اسلامی کا قیام اگرچہ ۱۹۵۴ء میں عمل میں آچکا تھا، البتہ اس نے واضح مقاصد و اہداف کے ساتھ باقاعدہ طور پر ۱۹۶۰ء میں کام شروع کیا۔ ادارے کے قیام اور اس کے اغراض و مقاصد پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: محمد خالد مسعود، "ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے اغراض و مقاصد: تاریخی و تحلیلی جائزہ"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱۳ : ۱۱ (۱۹۷۶ء)؛ بزمی انصاری، "ادارۂ تحقیقات اسلامی: ایک اجمالی تعارف"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱۳ : ۱۱ (۱۹۷۶ء)؛ محمد ضیاء الحق، "ادارہ تحقیقات اسلامی، تاریخ، اہداف اور خدمات" **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۵۵ : ۱ – ۲ (۲۰۱۷ء)۔

تحقیقات اور علمی کارناموں کے سبب شہرت حاصل کی۔ انھیں میں سے چند نام ور شخصیات کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔[۲]

علامہ عبد العزیز میمن

ادارہ تحقیقات اسلامی کے پہلے ڈائریکٹر علامہ عبد العزیز میمن ۱۸۸۸ء کے اواخر میں اپنے ننھال گونڈل (گجرات، ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔[۳] ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ جب ان کی عمر سات برس ہوئی تو انھیں ان کے والد نے مہابت مدرسہ، جوناگڑھ بھیج دیا جہاں انھوں نے تین سال قیام کیا۔ دس برس کی عمر میں ان کے والد نے انھیں آبائی وطن راجکوٹ بلوالیا، جہاں مزید تین برس تک مروجہ دینی کتب کی تعلیم حاصل کی۔[۴] علامہ میمن کی عمر جب تیرہ برس ہوئی تو انھیں مزید تعلیم کے لیے دہلی بھیج دیا گیا جہاں انھوں نے تین برس تک

۲۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کے قیام سے لے کر اب تک درجنوں نامور شخصیات ادارے سے وابستہ رہی ہیں۔ ان تمام شخصیات اور ان کے علمی کارناموں کا تفصیلی تعارف ایک مقالے میں پیش کرنا ممکن نہیں ہے، یہ کام کئی جلدوں کا متقاضی ہے۔ لہٰذا مقالے کی محدود ضخامت کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف ان شخصیات کا انتخاب کیا گیا ہے جو ادارے کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر فائز رہے یا پھر اس سے بحیثیت پروفیسر وابستہ رہے۔ مزید بر آں، وہ نام ور شخصیات جو ابھی ادارے سے منسلک ہیں، ان کو اس انتخاب میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

اسی طرح جن شخصیات کا تعارف اس مقالے میں پیش کیا جارہا ہے ان کی زندگی، بالخصوص ان کے علمی کارناموں کے تمام پہلوؤں کا احاطہ بھی ایک مقالے میں ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان میں سے بعض شخصیات اتنی ہمہ جہت ہیں کہ ان کا تعارف ایک مستقل کتاب کا متقاضی ہے، اس لیے زیر نظر مقالے میں شخصیات کا تعارف کراتے ہوئے ان کی مختصر سوانح، عمومی علمی رجحانات اور ادارے کے لیے ان کی خدمات کو پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

مقالے میں جن شخصیات کا تعارف پیش کیا گیا ہے، ان میں سے بعض کی سوانحی معلومات خال خال ہی ملتی ہیں۔ سوانحی معلومات دستیاب کرنے کے ضمن میں جن اسکالرز کی ذاتی دستاویزات (Personal Files) ادارے سے میسر آسکیں، ان سے مدد لی گئی ہے۔ اس مقالے میں جن اسکالرز کی ذاتی دستاویزات سے معلومات اخذ کی گئی ہیں ان میں ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتا، ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری، ڈاکٹر محمد خالد مسعود، پروفیسر مظہر الدین صدیقی، ڈاکٹر احمد حسن، ڈاکٹر محمود احمد غازی، مولانا عبد القدوس ہاشمی اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد شامل ہیں۔ مقالے میں اختصار کے پہلو کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس بات کا اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخصیت کے حوالے سے معلومات شائع شدہ شکل میں موجود ہیں تو محض ان کا خلاصہ پیش کر کے اصل مرجع کی طرف اشارہ کر دیا جائے۔

۳۔ **محمد راشد شیخ، علامہ عبد العزیز میمن: سوانح اور خدمات** (لکھنؤ: ادارۂ احیاے علم و دعوت، ۲۰۰۹ء)، ۲۳۔

۴۔ نفس مرجع، ۲۵۔

عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ دہلی میں قیام کے دوران انھوں نے اس دور کے نام ور اساتذہ سے مختلف فنون کی کتب پڑھیں۔[۵] اس زمانے کی مروجہ درسی کتب کی تکمیل کے بعد علامہ میمن نے ۱۹۰۳ء یا ۱۹۰۴ء میں ڈپٹی نذیر احمد کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا۔ ڈپٹی نذیر احمد نہ صرف اردو زبان کے ادیب تھے بلکہ عربی زبان وادب کے بھی بڑے ماہر تھے۔ علامہ میمن نے ڈپٹی صاحب سے عربی ادب کی کتب میں سے **ديوان الحماسة**، **ديوان المتنبی**، **مقامات الحريري** اور **سقط الزند** پڑھیں۔[۶] دہلی قیام کے دوران انھوں نے مشہور محدث شیخ حسین بن محسن انصاری سے تقریباً اٹھارہ برس کی عمر میں سند حدیث حاصل کی۔[۷] ۱۹۱۰ء کے اوائل میں علامہ صاحب رام پور تشریف لے گئے اور وہاں مدرسۂ عالیہ میں داخلہ لیا، جہاں عربی ادب کے ماہر علامہ محمد طیب کلی صدر مدرس تھے۔ اس دوران انھوں نے ۱۹۱۱ء میں منشی فاضل جب کہ ۱۹۱۳ء میں مولوی فاضل کے امتحانات بھی پنجاب یونی ورسٹی سے پاس کیے۔[۸]

علامہ عبد العزیز میمن کی تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۳ء میں ایڈورڈ کالج، پشاور میں بحیثیت لیکچرار ہوا جہاں وہ ۱۹۲۰ء تک عربی اور فارسی زبانوں کی تدریس کرتے رہے۔[۹] اس کے بعد وہ ۱۹۲۰ء تا ۱۹۲۵ء اورینٹل کالج، لاہور میں بطور عربی لیکچرار تعینات رہے۔[۱۰]

۱۹۲۵ء میں مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ، میں بحیثیت ریڈر / ایسوسی ایٹ پروفیسر ان کا تقرر ہوا جب کہ ۱۹۴۳ء میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ اسی دوران میں انھیں یونی ورسٹی کے شعبہ عربی کا پہلا ہندوستانی سربراہ بھی بنا دیا گیا۔ وہ ۱۹۵۱ء میں یونی ورسٹی کی ملازمت سے فارغ ہو گئے۔[۱۱] ۱۹۵۴ء میں جب علامہ میمن پاکستان تشریف لائے

۵۔ تفصیل کے لیے دیکھیے نفس مرجع، ۳۱-۳۷۔
۶۔ نفس مرجع، ۳۸-۴۲۔
۷۔ نفس مرجع، ۴۵۔
۸۔ نفس مرجع، ۵۴۔
۹۔ نفس مرجع، ۵۸-۵۹۔
۱۰۔ نفس مرجع، ۷۲۔
۱۱۔ علامہ عبد العزیز میمن کے سوانح نگار جناب راشد شیخ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء کو علامہ میمن بحیثیت صدر شعبۂ عربی، علی گڑھ یونی ورسٹی سے سبک دوش ہوئے۔ یونی ورسٹی نے بعد ازاں علامہ کی ملازمت میں ایک سال کی توسیع کی جو مارچ ۱۹۵۰ء میں ختم ہو گئی۔ اسی کتاب میں ایک اور جگہ (ص ۱۱۷) مؤلف نے لکھا ہے کہ علامہ میمن ۳۱ مارچ ۱۹۵۱ء کو یونی ورسٹی کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے اور اس کے بعد ان کی مدت ملازمت میں ایک سال کا اضافہ کیا گیا۔ علامہ صاحب کے صاحب زادہ نے ان پر اپنے مضمون میں بیان کیا ہے کہ وہ ۱۹۵۰ء میں علی گڑھ یونی ورسٹی سے سبک دوش ہوئے،

تو انھیں مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی (حال ادارہ تحقیقات اسلامی) کا پہلا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔ چوں کہ علامہ میمن ادارے کی سربراہی کا کام بلا معاوضہ کر رہے تھے، اس لیے ۱۹۵۶ء میں انھوں نے کراچی یونی ورسٹی کے شعبۂ عربی کی صدارت کی ذمے داری بھی قبول کر لی تاکہ ادارے کا کام اعزازی طور پر جاری رکھ سکیں۔[۱۲] وہ ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۰ء میں بالترتیب شعبۂ عربی، کراچی یونی ورسٹی اور ادارہ تحقیقات اسلامی کی ذمے داریوں سے سبک دوش ہو گئے۔[۱۳] بعد ازاں وہ ۱۹۶۴ء میں پنجاب یونی ورسٹی کے اس وقت کے وائس چانسلر پروفیسر حمید احمد خان کے پرزور اصرار پر یونی ورسٹی کے اورینٹل کالج میں بطور سربراہ شعبۂ عربی تشریف لائے اور ۱۹۶۶ء میں اس ملازمت سے بھی استعفادے کر اپنے طویل تدریسی کیریر کا اختتام کیا۔[۱۴] علامہ عبد العزیز میمن کا انتقال ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ۹۰ برس کی عمر میں ہوا۔[۱۵]

علامہ میمن کا اصل علمی و تحقیقی میدان عربی زبان و ادب کا تھا اور اس میں ان کی مہارت عرب و عجم ہر دو جگہ تسلیم کی گئی۔ اس کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ علامہ کو شام کے مشہور و مؤثر علمی ادارے المجمع العلمي العربي (حالیہ مجمع اللغة العربية) کی رکنیت دی گئی۔ یہ اعزاز ان سے قبل برصغیر میں صرف حکیم اجمل خان کو حاصل ہو سکا تھا اور ان کے بعد بھی ہند و پاک سے صرف چیدہ لوگوں کو ہی مل سکا۔[۱۶] اس کے ساتھ ساتھ علامہ میمن کی ایک اور وجہ شہرت عربی مخطوطات کے حوالے سے ان کی وسیع تر معلومات بھی تھیں، جس سے عرب و عجم کے طلبہ بسا اوقات استفادہ کرتے رہتے تھے۔[۱۷] علامہ میمن کا زیادہ تر کام عربی ہی میں ہے، البتہ ان کے بعض علمی نوعیت کے مقالات اردو مجلات میں بھی وقتاً فوقتاً چھپتے رہے۔ علامہ کے سوانح نگار محمد راشد شیخ نے اپنی کتاب میں

جس کے بعد انھیں مزید ایک سال کی توسیع دی گئی اور وہ ۱۹۵۱ء میں حتمی طور پر یونی ورسٹی ملازمت سے سبکدوش ہو گئے۔ (دیکھیے: مرجع سابق، ۹۶، ۱۱۷؛ محمد محمود میمن، "ادارہ تحقیقات اسلامی اور علامہ میمن"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱۲:۱۷ (۱۹۸۰ء)، ۴۵۔)

۱۲۔ راشد، **علامہ عبد العزیز میمن**، ۱۲۶-۱۲۷۔

۱۳۔ نفس مرجع، ۱۳۷۔

۱۴۔ نفس مرجع، ۱۴۵- ۱۵۳۔

۱۵۔ نفس مرجع، ۱۵۹۔

۱۶۔ نفس مرجع، ۱۰۳۔

۱۷۔ اس حوالے سے علامہ کے سوانح نگار محمد راشد شیخ نے بعض واقعات بھی قلم بند کیے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نفس مرجع، ۱۷۱- ۱۷۳، ۱۹۸-۲۰۱۔)

علامہ کی مطبوعہ عربی تالیفات کی ایک فہرست دی ہے جو ستائیس کتب پر مشتمل ہے۔ ان میں زیادہ تر تالیفات پرانے اور نادر عربی مخطوطات کی تحقیق پر مبنی ہیں۔[۱۸]

اس کے علاوہ محمد عزیر شمس نے علامہ کے بعض عربی مقالات اور دیگر عربی تحریروں کو **بحوث وتحقیقات** کے عنوان سے دو جلدوں میں جمع کیا ہے۔[۱۹] اسی طرح سے محمد راشد شیخ نے علامہ کے اردو مقالات کی ایک فہرست اپنی کتاب میں دی ہے۔[۲۰] اس موقع پر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ صاحب کی ان دو کتب کا ذکر کیا جائے جنھوں نے عرب دنیا میں خاصی شہرت حاصل کی، ان میں سے ایک ان کی تالیف کردہ جب کہ دوسری تحقیق پر مبنی ہے۔

ابو العلاء المعری پر ان کی تالیف **أبو العلاء و ما إليه** کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور بقول مولانا ابو الحسن علی ندوی، جو خود بھی عربی کے صاحب طرز ادیب تھے، علامہ کی اس تصنیف نے مشہور عربی ادیب ڈاکٹر طہ حسین کی معری پر تصنیف **ذكرى أبي العلاء** کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔[۲۱] ان کی دوسری مشہور کتاب ابو علی القالی کی عربی ادب کی کتاب **الأمالي** کی شرح **اللآلي في شرح أمالي القالي** کی تحقیق ہے جس میں علامہ میمن کی عالمانہ تعلیقات شامل ہیں۔ مجمع اللغة العربية کے سابق سربراہ شاکر الفحام نے علامہ میمن پر اپنے مضمون میں اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "و إذا كان كتاب أبو العلاء و ما إليه تاج أعمال الميمني التي ألفها فإن سمط اللآلي دون مرية تاج أعماله في التحقيق"۔[۲۲] "اگر **أبو العلاء و ما اليه** میمن صاحب کے تالیفی کاموں کا تاج ہے تو **سمط اللآلي** بلاشبہ ان کی تحقیق کاوشوں کا تاج ہے۔"

علامہ میمن کی اعلیٰ ترین علمی خدمات پر حکومت پاکستان کی جانب سے انھیں ۱۹۶۶ء میں "پرائیڈ آف پرفارمنس" ایوارڈ دیا گیا جب کہ ۱۹۷۷ء میں شام کی حکومت کی جانب سے انھیں ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز "وسام الاستحقاق السوري" ملا۔[۲۳]

۱۸۔ نفس مرجع، ۱۸۰-۱۹۰۔

۱۹۔ عبد العزیز میمن، **بحوث و تحقيقات**، اعداد: محمد عزیر شمس (بیروت: دار الغرب الإسلامي، ۱۹۹۵ء)۔

۲۰۔ راشد، **علامہ عبد العزیز میمن**، ۲۰۶-۲۰۷۔

۲۱۔ ابو الحسن علی ندوی، **پرانے چراغ** (لکھنؤ: مکتبۂ فردوس، ۲۰۱۰ء)، ۲: ۲۱۱۔

۲۲۔ شاکر الفحام، "عبد العزيز الميمنى الراجكوتى"، **مجلة مجمع اللغة العربية**، دمشق، ۵۴: ۱ (۱۹۷۹ء)، ۲۶۰۔

۲۳۔ راشد، **علامہ عبد العزیز میمن**، ۱۵۴، ۲۸۸۔

جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جاچکا ہے کہ جب حکومت پاکستان نے ادارہ تحقیقات اسلامی بنانے کا فیصلہ کیا تو اس کے پہلے سربراہ کے لیے نظر انتخاب علامہ عبد العزیز میمن پر ٹھہری۔ ادارے کے پہلے سربراہ کی حیثیت سے ان کا کام تشکیلی نوعیت کا تھا؛ چناں چہ وزارت تعلیم نے انھیں ادارے کی تحقیقی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک اچھے کتب خانے کے قیام کے لیے مختلف ممالک سے کتب جمع کرنے کا کام سونپا۔ علامہ میمن نے اس غرض سے بہت سے ممالک کا سفر کیا جن میں ہندوستان، ایران، عراق، شام، لبنان، ترکی، مصر، تیونس اور مراکش شامل ہیں۔ اس سفر کے نتیجے میں انھوں نے پانچ سے چھے ہزار کتب، قدیم قلمی نسخے، دستاویزات اور فوٹو اسٹیٹس حاصل کیں جن سے ادارے کی لائبریری ترتیب دی گئی۔ جب تک ادارے میں تحقیقی عملے کا تقرر عمل میں نہیں لایا گیا، اس لائبریری سے طلبہ اور اساتذہ استفادہ کرتے رہے۔[۲۴]

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی معروف مؤرخ، ماہر تعلیم اور دانش ور تھے۔ وہ ۱۹۰۲ء میں ہندوستان کے ایک چھوٹے سے قصبے پٹیالی (یوپی) میں پیدا ہوئے۔[۲۵] ڈاکٹر صاحب نے میٹرک اسلامیہ ہائی اسکول، ضلع اٹاوہ سے کیا۔ الٰہ آباد یونی ورسٹی سے ایف اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد انھوں نے سینٹ اسٹیفن کالج دہلی (St. Stephen's College, Delhi) میں داخلہ لے لیا، جس کے بعد دہلی یونی ورسٹی سے تاریخ کے مضمون میں بی۔اے آنرز اور ایم اے کیا۔ اس کے بعد وہ تاریخ میں پی۔ ایچ۔ڈی کے لیے کیمبرج یونی ورسٹی تشریف لے گئے، جہاں ۱۹۳۹ء میں ڈاکٹریٹ کے لیے اپنا مقالہ بعنوان The Administration of the Sultanate of Delhi پیش کیا۔ ہندوستان واپسی کے بعد انھیں پہلے دہلی یونی ورسٹی میں ریڈر (۱۹۴۰ء) اور بعد ازاں پروفیسر (۱۹۴۳ء) کے منصب پر فائز کیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب قیام پاکستان کے پر جوش حامی تھے۔ کیمبرج میں اپنے قیام کے دوران ہی وہ چودھری رحمت علی کی تحریک پاکستان سے وابستہ ہوگئے اور ہندوستان لوٹنے کے بعد بھی مسلم لیگ سے وابستگی رہی۔ قیام پاکستان کے

۲۴- اس حوالے سے تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: محمد محمود میمن، نفس مصدر، ۴۵-۴۹۔

۲۵- بلال احمد زبیری، "مختصر سوانح حیات"، مشمولہ **ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی: یادگاری مجلدہ** (کراچی: ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اکادمی، ۱۹۸۶ء)، ۲۵۔ بعض مراجع میں سن پیدائش ۱۹۰۳ لکھا ہے۔ دیکھیے:
"I.H. Qureshi: 1903-1981", *Pakistan Horizon*, 61: 1/2 (January-April 2008): 15-16.

بعد قرار داد مقاصد کی تیاری میں ڈاکٹر صاحب کا نمایاں کردار رہا۔[۲۶] قیامِ پاکستان کے بعد تعمیرِ پاکستان کے اولین مراحل میں بھی ڈاکٹر اشتیاق قریشی نے اپنا حصہ ڈالا۔ اس ضمن میں انھیں حکومت پاکستان کی جانب سے وزارت تعلیمات، وزارت اطلاعات اور وزارت بحالیات کے عہدے سونپے گئے۔

وزارت سے فارغ ہونے کے بعد ڈاکٹر صاحب پانچ سال (۱۹۶۰ء- ۱۹۵۵ء) کے لیے کولمبیا یونی ورسٹی، امریکہ سے بحیثیت مہمان پروفیسر وابستہ رہے۔ ۱۹۶۰ء میں انھیں حکومت پاکستان نے وطن واپس آنے کی دعوت دی اور ادارہ تحقیقات اسلامی، جو اس وقت مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی (Central Institute of Islamic Research) کے نام سے موسوم تھا، کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۱ء میں انھیں کراچی یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کر دیا گیا۔ اس منصب سے وہ ۱۹۷۱ء تک وابستہ رہے۔ ۱۹۷۹ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کی درخواست پر وہ مقتدرہ قومی زبان کے پہلے صدر نشین مقرر ہوئے اور اپنی ذمے داریوں کی ادائی کے دوران ہی ۱۹۸۱ء میں انتقال کر گئے۔[۲۷]

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی بنیادی طور پر ایک مؤرخ تھے۔ گو کہ ڈاکٹر صاحب نے متنوع علمی میدانوں میں تالیفات کا انبار لگایا ہے، لیکن ان کا اصل علمی کارنامہ جنوبی ایشیا کی تاریخ پر ان کا تحقیقی کام ہے۔ اس ضمن میں ان کی سب سے پہلی اور غالباً سب سے نمایاں کتاب *The Administration of the Sultanate of Delhi* ہے جو کہ ان کے پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالے سے ماخوذ ہے۔ اس کتاب میں ۱۲۰۶ء سے لے کر ۱۵۵۵ء تک کے دور میں سلطنت دہلی کے نظمِ حکومت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب کو اپنے موضوع پر اولین تحقیقی کاوش سمجھا جاتا ہے۔ اس سلسلے کی اگلی کتاب *The Administration of the Mughal Empire* ہے، جو درحقیقت گذشتہ کتاب ہی کی توسیع ہے جیسا کہ اس کے موضوع سے ظاہر ہے۔ یہ کتاب مغلیہ دور کے نظم حکومت کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ اس کے علاوہ برصغیر کی تاریخ پر ان کی ایک اور اہم تصنیف *Ulema in Politics* ہے، جس میں ۱۵۵۶ء سے ۱۹۴۷ء کے دوران برصغیر کے علما کی سیاسی سرگرمیوں کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

۲۶- قدیر الدین احمد، "ڈاکٹر قریشی اور قرار داد مقاصد"، مشمولہ **ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی: یادگاری مجلدہ** (کراچی: ڈاکٹر اشتیاق حسین اکادمی، ۱۹۸۶ء)، ۸۱- ۱۱۱۔

۲۷- ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی سوانح عمری کے لیے دیکھیے: ہلال زبیری "مختصر سوانح حیات"۔

بر صغیر کی تاریخ کے علاوہ ان کا ایک محبوب موضوع پاکستان / پاکستانیات تھا۔ اس ضمن میں ان کی کتاب *The Struggle for Pakistan* قابل ذکر ہے۔ تحریک پاکستان کے ایک سرگرم کارکن اور اس تحریک کے اہم وقائع کے عینی شاہد ہونے کی حیثیت سے اس تصنیف کی اہمیت مسلم ہے۔[۲۸]

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا تقرر ۱۹۶۰ء میں مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی *(Central Institute of Islamic Research)* کے پہلے کل وقتی اور با اختیار ڈائریکٹر کی حیثیت سے کیا گیا۔ ۱۹۶۱ء میں کراچی یونی ورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کیے جانے کے باعث وہ ادارے کے ساتھ زیادہ عرصہ وابستہ نہیں رہ سکے اور ۱۹۶۲ء میں ادارے کے ڈائریکٹر کی ذمے داریوں سے سبک دوش ہو گئے۔ اس دوران انھوں نے ادارے کو باقاعدہ خطوط پر منظم کیا۔ ۱۹۶۱ء میں ریسرچ عملے کا تعین کیا گیا۔ اس حوالے سے کینیڈا اور امریکہ سے ڈاکٹر فضل الرحمن اور ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی کو خصوصی طور پر بلوا کر پروفیسر کے عہدے پر تعینات کیا گیا۔ علاوہ ازیں، ابو سعید بزمی انصاری کو، جو وزارت اطلاعات میں افسر تھے، مدیر مطبوعات مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ ادارہ کی جانب سے سہ ماہی تحقیقی مجلے کی اشاعت کی سعی کی گئی۔[۲۹]

ڈاکٹر فضل الرحمن

ڈاکٹر فضل الرحمن ۲۱ر ستمبر ۱۹۱۹ء کو ہزارہ ڈویژن میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولانا شہاب الدین دارالعلوم دیو بند سے فارغ التحصیل تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے والد کے زیر سایہ درس نظامی کی تحصیل شروع کی۔ درس نظامی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے والد نے انھیں عصری تعلیم دلوانے کے لیے سکول میں بھی داخل کروایا۔ بعد ازاں، جب وہ سکول کی تعلیم مکمل کر چکے تو ان کا خاندان لاہور منتقل ہو گیا۔ ۱۹۴۰ء میں انھوں نے پنجاب یونی ورسٹی سے عربی میں بی۔ اے کیا اور ۱۹۴۲ء میں اسی مضمون میں ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۴۶ء میں وہ ڈاکٹریٹ کے لیے آکسفرڈ یونی ورسٹی تشریف لے گئے جہاں سے انھوں نے ابن سینا کے علم النفس پر ۱۹۴۹ء میں مقالہ مکمل کیا۔ ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد ان کا تقرر ۱۹۵۰ء میں ڈرہم یونی ورسٹی (Durham University) انگلستان میں فلسفہ اسلامیہ کے لیکچرر کے طور پر ہوا۔ وہاں سے ۱۹۵۸ء میں میک گل یونی ورسٹی (McGill University)، کینیڈا میں منتقل ہو گئے جہاں وہ علوم اسلامیہ کے ایسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے ۱۹۶۱ء تک تعینات رہے۔

۲۸- ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی سوانح، شخصیت اور تالیفات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے، **ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی: یادگاری مجلدہ** (کراچی: ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اکادمی، ۱۹۸۶ء)۔

۲۹- بزمی انصاری، نفس مصدر، ۹۴۶۔

۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۲ء تک مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی، کراچی میں بحیثیت وزیٹنگ پروفیسر کام کرنے کے بعد وہ ۱۹۶۲ء میں اسی ادارے کے ڈائریکٹر مقرر کر دیے گئے اور اس عہدے پر ۱۹۶۸ء تک خدمات انجام دیتے رہے۔ ادارے سے مستعفی ہونے کے بعد ۱۹۶۹ء میں کچھ عرصے کے لیے یونی ورسٹی آف کیلیفورنیا (University of California) سے بطور وزیٹنگ پروفیسر وابستہ ہو گئے۔ بعد ازاں، اسی برس ان کا تقرر یونی ورسٹی آف شکاگو (University of Chicago) میں ہو گیا جہاں وہ ۱۹۸۸ء تک بحیثیت پروفیسر خدمات انجام دیتے رہے۔ بالآخر لگ بھگ چار دہائیوں تک مختلف علمی مناصب پر فائز رہنے کے بعد وہ ۲۶ جولائی ۱۹۸۸ء کو انتقال فرما گئے۔[۳۰]

ڈاکٹر فضل الرحمن روایتی اور جدید تعلیم کے امتزاج کی وجہ سے علوم اسلامیہ کے قدیم و جدید رجحانات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ انھوں نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا ان میں فلسفہ و فکر اسلامی، فقہ اور اسلامی قانونی مآخذ، قرآنیات، اسلام اور جدیدیت، اسلامی معاشیات، تاریخ اسلامی، فکر اقبال وغیرہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر فضل الرحمن کے ایک شاگرد فریڈرک ڈینی (Frederick Denny) کے مطابق ان کے علمی کام کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور ان سالوں پر مشتمل ہے جو انھوں نے آکسفرڈ، ڈرہم اور میک گل میں گزارے۔ اس دور میں ان کی توجہ کا مرکز کلاسیکی مسلم فلاسفہ اور متکلمین کا کام تھا۔ اس دور کی نمائندہ تحریروں میں ان کی کتب *Avicenna's Psychology* اور *Prophecy in Islam* شامل ہیں۔ دوسرا دور ان کے پاکستان میں گزرے سالوں پر مشتمل ہے۔ اس دور کی نمائندہ تحریروں میں ان کی کتب *Islamic Methodology in History* اور *Islam* شامل ہیں۔ تیسرا اور آخری دور ان کے شکاگو یونی ورسٹی میں گزارے گئے ایام پر مشتمل ہے۔ اس دور میں ان کی چار کتب شائع ہوئیں جن میں *Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition, The Philosophy of Mullah Sadra, Major Themes of the Quran* اور *Health and Medicine in the Islamic Traditions* شامل ہیں۔[۳۱] ڈاکٹر فضل الرحمن ۱۹۶۱ء سے لے کر ۱۹۶۸ء تک ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستہ رہے جن میں چھے سال ان کی ادارے سے بطور ڈائریکٹر وابستگی کے ہیں۔ ستمبر ۱۹۶۸ء میں وہ اپنے بعض خیالات کی بنا پر جو، ان کے اور علما کے روایتی طبقے کے درمیان وجہ نزاع بنے، ادارے سے مستعفی ہو گئے۔ ادارے کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے انھوں نے اس کی تشکیل، استحکام اور اس کے علمی قد کاٹھ کو بلند کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اس دوران ادارے کی جانب

30– "Dr. Fazalur Rahman (1919-1988): Life in Brief", *Islamic Studies*, Islamabad, 27:4 (1988), 390; "Obituary Notes", *Islamic Studies*, Islamabad, 27:4 (1988), 397.

31– Frederick M. Denny, "The Legacy of Fazlur Rahman", in *The Muslims of America*, ed. Yvonne Yazbeck Haddad (New York: Oxford University Press, 1991), 96-98.

سے سہ ماہی انگریزی مجلے Islamic Studies کے ساتھ ساتھ ماہ نامہ (بعد ازاں سہ ماہی مجلہ) **فکر و نظر** اور عربی مجلے **الدراسات الإسلامية** کا اجرا کیا گیا۔ ان مجلات نے بہت جلد اپنے بلند پایہ علمی و تحقیقی مقالات کے سبب علمی دنیا میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا جس کا اعتراف ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کیا جا چکا ہے۔[۳۲]

ڈاکٹر فضل الرحمن کی ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستگی کے دوران ان کی ایک بلند پایہ تصنیف *Islamic Methodology in History* ادارے کے شعبہ مطبوعات نے شائع کی۔ یہ تصنیف درحقیقت ان کے Islamic Studies میں شائع ہونے والے سلسلۂ مضامین میں ایک نئے مضمون کے اضافے کے ساتھ مرتب کی گئی۔ اس کے علاوہ انھوں نے ادارے کے تحقیقی مجلات، بالخصوص Islamic Studies کے لیے درجنوں گراں مایہ علمی مقالات تحریر کیے۔ انگریزی میں شائع ہونے والی نگارشات، جس میں ان کی کتب، تحقیقی مقالات اور ان کی جانب سے مختلف زبانوں میں کیے گئے تراجم، مختلف دائرہ ہائے معارف کے لیے لکھے گئے مقالات اور کتب پر تبصرے شامل ہیں، کی ایک فہرست Islamic Studies کی جلد ۲۷، شمارہ ۴ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس فہرست میں ان کے Islamic Studies کے لیے لکھے جانے والے تمام مقالات درج کر دیے گئے ہیں۔[۳۳]

فکر و نظر میں شائع ہونے والے مقالات زیادہ تر ان کی انگریزی تحریروں کے تراجم ہیں۔ نوین حیدر نے اپنے مقالے میں ان کی بعض اردو تحریروں کا احاطہ کیا ہے جس میں فکر و نظر میں ان کے شائع ہونے والے مقالات کی ایک فہرست بھی شامل ہے۔[۳۴] اسی طرح **الدراسات الإسلامية** میں شائع ہونے والے ان کے مضامین بھی تقریباً تمام کے تمام ان کے مقالات کے تراجم ہیں۔[۳۵]

۳۲۔ بزمی انصاری، "نفس مرجع"، ۵۷-۵۸۔

33- "Works (Selected List)", *Islamic Studies*, 27:4 (1988): 392-396.

۳۴۔ نوین حیدر، "ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی اردو تحریریں اور تراجم (ایک جائزہ)"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۴۶:۴، ۲۰۰۹۔

۳۵۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن، کی حیات و خدمات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ بعض تحریروں کا پہلے حوالہ دیا جا چکا ہے۔ چند مزید تحریریں درج ذیل ہیں:

Fazalur Rahman, "An Autobiographical Note", *Journal of Islamic Research (Islami Arastirmalar Cilt)*, Ankara, 4:4 (1990), 227-231; Alparslan Acikgenc, "The Thinker of Islamic Revival and Reform: Fazalur Rahman's Life and Thought (1919-1988)," *Journal of Islamic Research*, Ankara 4:4 (1990), 232-252; Frederick Mathewson Denny, "Fazalur Rahman: Muslim Intellectual", *The Muslim World*, 79:2 (1989), 91-101; Wan Mohd Nor Wan Daud, "Personal Anecdotes on a Great Scholar, Teacher and Friend," *Journal of Islamic Research*, Ankara, 4:4 (1990), 253-261.

ڈاکٹر صغیر حسن معصومی

ڈاکٹر صغیر حسین معصومی ۱۹۱۸ء میں بہار، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔[۳۶] مدرسۂ عالیہ کلکتہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد انھوں نے ڈھاکہ یونی ورسٹی سے ایم۔ اے اسلامیات کیا۔ اس کے بعد انھوں نے آکسفرڈ یونی ورسٹی سے ۱۹۵۳ء میں ڈی۔ فل کی ڈگری حاصل کی۔ ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستگی کے علاوہ وہ ڈھاکہ یونی ورسٹی، سندھ یونی ورسٹی، اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور سے منسلک رہے۔ اس کے علاوہ وہ مجمع اللغة العربية، دمشق، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد اور اکیڈمی فار اسلامک سائنسز، کوئٹہ کے رکن بھی رہے۔ ڈاکٹر صغیر حسن معصومی کا انتقال ۲۰ ستمبر ۱۹۹۶ء کو اسلام آباد میں ہوا۔[۳۷]

ڈاکٹر صغیر حسن معصومی ادارہ تحقیقات اسلامی سے ۱۹۶۳ء میں منسلک ہوئے اور ۱۹۶۸ء میں اس کے ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ادارہ جب تنظیم نو اور تشکیل کے مراحل سے گزر رہا تھا تو انھیں اور جناب خالد اسحاق کو یورپ اور اسلامی ممالک کے دورے پر بھیجا گیا تاکہ وہ ادارے کی لائبریری کے لیے نایاب مخطوطات کے عکس اور مائیکرو فلمیں دست یاب کر سکیں۔ اس ضمن میں اس دو رکنی وفد نے مخطوطات کی معتد بہ تعداد سے ادارے کی لائبریری کو مالا مال کیا۔[۳۸]

ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی نے علوم اسلامیہ کی مختلف جہات پر قلم اٹھایا، لیکن ان کا اصل کارنامہ اسلامی تراث کی ان نادر کتابوں کی تحقیق و ترجمہ ہے جو صدیوں سے مخطوطات کی صورت میں دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود تھیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی نے ان کی درج ذیل تحقیق اور ترجمہ شدہ کتابوں کو شائع کیا ہے:

۳۶۔ ڈاکٹر صغیر حسن معصومی کے حوالے سے زیادہ سوانحی معلومات راقم کو دستیاب نہیں ہو سکیں۔ ان کے والد مولانا محمد امیر حسن، بہار کے شہر بہار شریف کے رہنے والے تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی، مولانا ابو محفوظ الکریم معصومی کے بارے میں بھی معلوم ہے کہ وہ بہار شریف میں پیدا ہوئے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے یہاں ان کی جائے پیدائش بھی بہار بتائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی پر شائع ہونے والے یادگاری مجلد میں ڈاکٹر معصومی کا سن پیدائش ۱۹۱۸ء بتایا گیا ہے۔ اسی طرح نیشنل ہجرہ کونسل کی جانب سے ان کے **ریاض الصالحین** کے شائع ہونے والے ترجمہ میں بھی ان کا سن پیدائش ۱۹۱۸ء درج ہے۔ مزید دیکھیے: ابو سحبان روح القدوس ندوی، "عصر حاضر کے مایۂ ناز محقق و ادیب: علامہ ابو محفوظ الکریم معصومی"، **معارف**، اعظم گڑھ، ۱۸۴ : ۳ (۲۰۰۹)، ۲۲۱ - ۲۲۲۔

۳۷۔ منیر احمد سلیچ، **وفیاتِ ناموران پاکستان** (لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۶)، ۴۲۴۔

۳۸۔ بزمی انصاری، "نفس مرجع"، ۹۴۶۔

Imam Razi's Ilma-al-Akhlaq -۱

یہ کتاب امام رازی کی علم الاخلاق پر تالیف **کتاب النفس و الروح و شرح قواھما** کی تحقیق اور اس کے انگریزی ترجمے پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے عربی متن کو اولاً ڈاکٹر معصومی کی تحقیق کے ساتھ ادارے نے شائع کیا۔ بعد ازاں، مذکورہ کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی ادارے سے شائع ہوا۔ محقق کی تصریح کے مطابق یہ کتاب بودلیان (Bodleian) لائبریری، آکسفرڈ میں موجود واحد مخطوط کی تحقیق پر مشتمل ہے۔

۲- اختلاف الفقهاء للامام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی

اس کتاب کا واحد مخطوط قاہرہ کے ایک کتب خانے میں موجود تھا۔ اس مخطوط کی مائیکرو فلم کے حصول کے بعد معصومی صاحب نے اس کی تحقیق کی اور مختصر تعلیقات بھی لکھیں۔ کتاب بنیادی طور پر مختلف فقہی مسائل میں ائمہ اربعہ اور بعض دیگر متقدمین فقہا کے مسلک اور ان کے دلائل پر مشتمل ہے۔

۳- تفسیر ما تریدی یا تأویلات أهل السنة از امام ابی منصور محمد بن محمد الماتریدی (تفسیر سورۃ الفاتحہ)

یہ کتابچہ امام ابو منصور ماتریدیؒ کی تفسیر **تأویلات أهل السنة** کے ایک جزیعنی تفسیر سورۂ فاتحہ کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔

۴- صلوات فاخرة بأحادیث متواترة

یہ کتابچہ علامہ حامد بن علی عمادی، مفتی دمشق کی اسی نام سے تالیف کا اردو ترجمہ ہے جسے ادارہ تحقیقات اسلامی نے ۱۹۸۱ء میں شائع کیا۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ ڈاکٹر معصومی کی بعض تحقیق شدہ کتب اور تراجم دیگر اداروں سے بھی شائع ہوئے جن میں **البدور البازغة** (شاہ ولی اللہ کی کتاب کی تحقیق) حیدر آباد سے، **الرسالة الباهرة** (امام ابن حزم کے رسالے کی تحقیق) مجمع اللغة العربية، دمشق سے، اور Ibn Bajjah's Ilm al-Nafs (ابن باجہ کی کتاب علم النفس کی تحقیق، انگریزی ترجمہ اور مختصر تعلیقات)، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی (Pakistan

(Historical Society)، کراچی سے شائع ہوئیں۔ اس کے علاوہ نیشنل ھجرۃ کونسل نے آپ کا **ریاض الصالحین** کا ترجمہ *Garden of the Righteous* کے نام سے شائع کیا۔

ڈاکٹر صغیر حسن معصومی نے ادارہ تحقیقات اسلامی سے شائع ہونے والے تینوں مجلات کے لیے مضامین لکھے۔ انھوں نے ادارے کے انگریزی مجلے کے لیے ایک درجن کے قریب تحقیقی مقالات اور ڈیڑھ درجن کے لگ بھگ کتب پر تبصرے لکھے۔ *Islamic Studies* کے لیے لکھے گئے ان کے مضامین کی فہرست درج ذیل ہے:

Islamic Studies			
1.	"The Earliest Muslim Invasion of Spain" 3:1 (1964).	2.	"Shaykh 'Ali Al-Muttaqi's Risalah Tabyin al-Turuq", 3:3 (1964)
3.	"Ibn-Bājjah on the Human Intellect", 4:2 (1965)	4.	"Bengal's Contribution to Islamic Learning-I," 6:2 (1967)
5.	"Imam Fakhr al-Din al-Razi and His Critics", 6:4 (1967)	6.	"Ibn-Hazm's Allegations Against the Leading Imams", 7:2 (1968)
7.	"Imam Tahawi's Ikhtilaf al-Fuqaha I", 8:3 (1969)	8.	"Imam Tahawi's Ikhtilaf al-Fuqaha II", 8:4 (1969)
9.	"Tahawi's Ikhtilaf al-Fuqaha (Abridged) ", 9:1 (1970)	10.	"Islamic Concept of Human Rights", 11:3 (1972)
11.	"Al-Biruni's Devotion to the Qur'an", 3:1 (1974)	12.	"Ijtihad Through Fourteen Centuries", 21:4 (1982)

ادارے کے اردو مجلے **فکر و نظر** کے لیے معصومی صاحب نے تین درجن سے زائد مضامین لکھے۔ جن میں ٹھوس علمی مقالات کے علاوہ تراجم، شخصیات کا تعارف اور بعض روزمرہ شرعی مسائل پر بحث شامل ہے۔ **فکر و نظر** میں شائع ہونے والے مقالات کی فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے:

فکر و نظر			
۱۔	"رسول و نبی"، ۴: ۱۲ (۱۹۶۷ء)	۲۔	"امام فخر الدین رازی کی ایک نادر تصنیف"، ۷: ۴ (۱۹۶۹ء)
۳۔	"اسلام میں اللہ و رسولؐ کی اطاعت"، ۷: ۶ (۱۹۶۹ء)	۴۔	"اجتہاد اور عصر حاضر"، ۷: ۱۰ (۱۹۷۰ء)

۵-	"اقبال کا نظریۂ اجتہاد"، ۷ : ۱۲ (۱۹۷۰ء)	۶-	"عربی زبان کی اہمیت"، ۸ : ۴ (۱۹۷۰ء)
۷-	"قرن اوّل کا معاشی جائزہ"، ۸ : ۱۰ (۱۹۷۱ء)	۸-	"شاہ ولی اللہ کا نظریۂ تقلید"، ۸ : ۱۲ (۱۹۷۱ء)
۹-	"شفاء الملک حکیم حبیب الرحمٰن"، ۹ : ۱ (۱۹۷۱ء)	۱۰-	"سید محمد آزاد"، ۹ : ۲ (۱۹۷۱ء)
۱۱-	"تفسیر امام ابو منصور ماتریدی (تاویلات اھل السنۃ یا تفسیر ابو منصور ماتریدی)"، ۹ : ۳ (۱۹۷۱ء)	۱۲-	"تاویلات اھل السنۃ یا تفسیر ابو منصور ماتریدی (۲)"، ۹ : ۴ (۱۹۷۱ء)
۱۳-	"تاویلات اھل السنۃ یا تفسیر ابو منصور ماتریدی (۳)"، ۹:۵ (۱۹۷۱ء)	۱۴-	"رمضان و رویت ہلال کی اہمیت"، ۹ : ۶ (۱۹۷۱ء)
۱۵-	"حق جہاد"، ۹ : ۷ (۱۹۷۲ء)	۱۶-	"قومیت کا تصور قرآن حکیم کی روشنی میں"، ۱۰ : ۲ (۱۹۷۲ء)
۱۷-	"انشورنس، بیمہ یا تامین"، ۱۰ : ۴ (۱۹۷۲ء)	۱۸-	"عقیقہ کی حقیقت"، ۱۰ : ۶ (۱۹۷۲ء)
۱۹-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ"، ۱۰ : ۸ (۱۹۷۳ء)	۲۰-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۲)"، ۱۰ : ۱۰ (۱۹۷۳ء)
۲۱-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۳)"، ۱۰ : ۸ (۱۹۷۳ء)	۲۲-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۴)"، ۱۰ : ۱۲ (۱۹۷۳ء)
۲۳-	"شراب اور جوا"، ۱۱ : ۱ (۱۹۷۳ء)	۲۴-	"امام طحاوی کی کتاب اختلاف الفقہاء"، ۱۱ : ۴ (۱۹۷۳ء)
۲۵-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۵)"، ۱۱ : ۷ (۱۹۷۴ء)	۲۶-	"قطبین میں نماز و روزہ"، ۱۱ : ۸ (۱۹۷۴ء)
۲۷-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۶)"، ۱۱ : ۹ (۱۹۷۴ء)	۲۸-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۷)"، ۱۱ : ۱۰ (۱۹۷۴ء)
۲۹-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۸)"، ۱۱ : ۱۱ (۱۹۷۴ء)	۳۰-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۹)"، ۱۱ : ۱۲ (۱۹۷۴ء)
۳۱-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۱۰)"، ۱۲ : ۲ (۱۹۷۴ء)	۳۲-	"تفسیر ماتریدی: تاویلات اہل السنہ (۱۱)"، ۱۲ : ۵ (۱۹۷۴ء)
۳۳-	"کیا مزارعت ناجائز اور مکان کا کرایہ ربا ہے؟"، ۱۲ : ۶ (۱۹۷۴ء)	۳۴-	"جواب الجواب (مسئلہ مزارعت و کرایہ مکان)"، ۱۲ : ۹ (۱۹۷۵ء)
۳۵-	"بنی نوع انسان کا معلم اعظم"، ۱۲ : ۱۰-۱۱ (۱۹۷۵ء)	۳۶-	"ابن باجہ کا نظریۂ الحان و نغمات"، ۱۷ : ۳-۴ (۱۹۷۹ء)
۳۷-	"نبوی اصول جہانبانی کا نقش اولیں"، ۲۰ : ۴ (۱۹۸۲ء)	۳۸-	"شیخ عبد الوھاب متقی"، ۲۲ : ۳ (۱۹۸۵ء)

ڈاکٹر صغیر حسن معصومی کے درج ذیل مقالات **الدراسات الإسلامیة** میں شائع ہوئے:

الدراسات الإسلامية			
۳۹-	" كتاب في علم الأخلاق للإمام فخر الدين الرازي"،۱ : ۴ (۱۹۶۵ء- ۱۹۶۶ء)	۴۰-	"كتاب الكون و الفساد لابن باجة الأندلسي"، ۲ : ۱ (۱۹۶۷ء)
۴۱-	"الشاه ولي الله المحدث الدهلوي و كتابه البدور البازغة"،۲ : ۳ (۱۹۶۷ء)	۴۲-	"اختلاف الفقهاء للإمام أبي جعفر الطحاوي"، ۳ : ۴ (۱۹۶۸ء)
۴۳-	"اختلاف الفقهاء للإمام أبي جعفر أحمد بن محمد الطحاوي(۲)"،۴ : ۱ (۱۹۶۹ء)	۴۴-	"اختلاف الفقهاء للإمام أبي جعفر أحمد بن محمد الطحاوي(۳)"،۴ : ۲ (۱۹۶۹ء)
۴۵-	"اختلاف الفقهاء للإمام أبي جعفر أحمد بن محمد الطحاوي(۴)"،۴ : ۳ (۱۹۶۹ء)	۴۶-	"شيخ الطائفه الشيخ أبو جعفر محمد بن الحسن بن علي الطوسي وبعض مسائل الفقه"،۴ : ۴ (۱۹۶۹ء)
۴۷-	"اختلاف الفقهاء للإمام أبي جعفر أحمد بن محمد الطحاوي(۵)"،۵ : ۱ (۱۹۷۰ء)	۴۸-	"اختلاف الفقهاء للإمام أبي جعفر أحمد بن محمد الطحاوي(۶)"،۶ : ۲ (۱۹۷۱ء)
۴۹-	"اختلاف الفقهاء للإمام أبي جعفر أحمد بن محمد الطحاوي (۷)"،۶ : ۳ (۱۹۷۱ء)	۵۰-	"اختلاف الفقهاء : كتاب السير"، ۸ : ۱ (۱۹۷۳ء)
۵۱-	"كتاب السير من كتاب اختلاف الفقهاء للطحاوي(۲)"،۸ : ۲ (۱۹۷۳ء)	۵۲-	"اختلاف الفقهاءللطحاوي: كتاب السير (۳)"،۹ : ۱ (۱۹۷۴ء)
۵۳-	"اختلاف الفقهاء للطحاوي: كتاب السير (۴)"،۹ : ۲ (۱۹۷۴ء)	۵۴-	"اختلاف الفقهاء للطحاوي: كتاب السير (۵)"،۹ : ۳ (۱۹۷۴ء)
۵۵	"اختلاف الفقهاء للطحاوي: كتاب السير (۶)"،۹ : ۴ (۱۹۷۴ء)	۵۶-	"اختلاف الفقهاءللطحاوي: كتاب السير (۷)"،۱۰ : ۱ (۱۹۷۵ء)
۵۷-	"ملاحظات حول مقالة الدكتور محمد حميد الله"،۲۵ : ۲ (۱۹۹۰ء)		

ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا

ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا ۱۹۱۵ء میں سندھ کے ضلع حیدر آباد کے ایک قصبہ نصر پور میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے آبائی قصبے کے مدرسہ مظہر الحق سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۴۲ء میں ایم اے کی ڈگری بمبئے یونیورسٹی سے حاصل کی اور اس کے بعد ۱۹۴۹ء میں آکسفرڈ یونی ورسٹی، برطانیہ سے فلسفہ اسلامیہ میں ڈی فل (ڈاکٹریٹ) کیا اور مشہور مستشرق پروفیسر ایچ اے آر گب (H.A.R. Gibb) کے زیر نگرانی شاہ ولی اللہ کے فلسفۂ اخلاق پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر ہالے پوتا ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۲ء کے دوران بہاؤ الدین کالج، جونا گڑھ میں "مہابت فیلو" (Mahabat Fellow) رہے۔ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد وہ سندھ یونی ورسٹی، حیدر آباد کے شعبۂ ثقافت اسلامیہ سے وابستہ ہوگئے۔ اس یونی ورسٹی کے ساتھ ان کی طویل عرصے تک وابستگی رہی اور وہ شعبہ تقابل ادیان اور ثقافت اسلامیہ کے صدر رہے۔ اس کے علاوہ وہ سری لنکا کی کولمبو یونی ورسٹی میں کچھ عرصہ عربی اور علوم اسلامیہ کے وزٹنگ پروفیسر بھی رہے۔

ڈاکٹر ہالے پوتا ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۲ء ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر فائز رہے۔ بعد ازاں انھوں نے ۱۹۸۶ء سے لے کر ۱۹۸۹ء تک اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر ہالے پوتا کا انتقال ۵ فروری ۲۰۰۱ء کو ہوا۔[۳۹]

ڈاکٹر صاحب اگرچہ علوم اسلامیہ کی مختلف جہات میں مہارت رکھتے تھے لیکن فکرِ شاہ ولی اللہ ان کی خاص دل چسپی کا موضوع تھا۔ آکسفرڈ یونی ورسٹی میں ان کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا عنوان *The Ethical Philosophy of Shah Wali Allah* تھا جو بعد ازاں *Philosophy of Shah Wali Allah* کے عنوان سے شائع ہوا۔[۴۰] ڈاکٹر صاحب نے ادارہ تحقیقات اسلامی کے تینوں مجلات کے لیے تحقیقی مقالات لکھے جن کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے:

Islamic Studies	
1."Shah Waliyullah and Iqbal, The Philosophers of Modern Age", 13:4 (1974)	2."Islamic Conception of Knowledge", 14:1 (1975)

39– Muhammad Al-Ghazali, "Dr Abdul Wahid J. Halepota (1915-2001), *Islamic Studies*, 40: 1 (2001), 189-190.

40– Ibid.

3. "Islamic Social Order: A Study Based Mainly on Sura al-Nahl", 14:2 (1975)	4. "Islamic Educational System", 20:3 (1981)
فکرونظر	
۱۔"انقلاب نبوی"،۱۲: ۱۰-۱۱ (۱۹۷۵ء)	۲۔"عظیم ترین معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ کی دعوت ارشاد کی آفاقی خصوصیات"،ترجمہ: کرم حیدری،۱۷:۷ (۱۹۸۰ء)
الدراسات الإسلامية	
۱۔"العبادة لدى الشاه ولي الله الدهلوي"،۱۳-۱۴: ۳-۴،۱ (۱۹۷۸ء،۱۹۷۹ء)	۲۔ "مفهوم المعرفة في الإسلام"، ۱۵-۱۶ : ۴،۱ (۱۹۸۰ء،۱۹۸۱ء)

ڈاکٹر شیر محمد زمان (ایس۔ایم۔زمان)

ڈاکٹر شیر محمد زمان (ایس۔ ایم ۔زمان) ۱۱/ستمبر ۱۹۳۳ء کو پاک پتن (ضلع ساہیوال، پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے پنجاب یونی ورسٹی، لاہور سے عربی اور علوم اسلامیہ میں ایم اے کی ڈگریاں بالترتیب ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۹ء میں حاصل کیں۔ بعد ازاں وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ریاست ہاے متحدہ امریکہ چلے گئے جہاں انھوں نے ہارورڈ یونی ورسٹی (Harvard University) سے عربی ادب و تاریخ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر ایس ایم زمان نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز ۱۹۵۴ء میں بحیثیت معلم پرائمری سکول کیا۔اس کے بعد وہ ۱۹۵۶ء سے لے کر ۱۹۶۹ء تک پنجاب میں مختلف کالجوں میں عربی اور علوم اسلامیہ کے مضامین پڑھاتے رہے۔ہارورڈ یونی ورسٹی میں قیام کے دوران وہ ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۸ء مشرق قریب کے زبان و آداب کے شعبہ میں ٹیچنگ فیلو رہے۔ اس کے بعد وہ وزارت تعلیم منتقل ہو گئے جہاں وہ ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۶ء مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۷۶ء میں انھیں حکومتِ پاکستان کی جانب سے علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد کے وائس چانسلر کی ذمے داری سونپی گئی، جس پر وہ ۱۹۸۰ء تک فائز رہے۔اس ذمے داری سے سبک دوش ہونے کے بعد وہ ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۳ء نیشنل ڈاکیومنٹیشن سینٹر، کیبینٹ ڈویژن *(National Documentation Centre, Cabinet Division)* میں جوائنٹ سیکرٹری رہے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی میں ان کا پہلا تقرر ۱۹۸۳ء میں ہوا۔ وہ پانچ سال(۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۸ء) تک ادارے کے ڈائریکٹر جنرل رہے۔اس کے بعد وہ قومی ادارہ برائے تحقیق، تاریخ و ثقافت کے تین

سال (۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۳ء) ڈائریکٹر اور پھر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد کے چھ سال (۱۹۹۷ء تا ۲۰۰۳ء) تک چیئر مین رہے۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر ان کی خدمات ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے لیے حاصل کی گئیں جہاں وہ ۲۰۰۵ء تا ۲۰۰۶ء تعینات رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ نائب صدر، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔

ڈاکٹر شیر محمد زمان کی طویل خدمات کے پیش نظر حکومت پاکستان نے انھیں ۲۰۰۴ء میں ستارۂ امتیاز سے نوازا۔ اس سے قبل صدر جمہوریہ مصر کی جانب سے ۱۹۹۱ء میں انھیں مصر کا اعلیٰ سول ایوارڈ "وسام العلوم و الفنون" (نشان علوم وفنون) دیا گیا تھا۔[41]

ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستگی کے دوران ڈاکٹر ایس۔ ایم زمان نے ہارورڈ یونی ورسٹی میں پیش کردہ پی۔ ایچ۔ڈی مقالے معجم السفر کو زیور طبع سے آراستہ کیا جس کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے:

معجم السفر چھٹی صدی ہجری کے مشہور محدث ابو طاہر السلفی کی معروف تالیف ہے۔ اصفہان اور بغداد کے علاوہ کیے گئے علمی اسفار میں جن شیوخ سے سلفی کی ملاقات ہوئی، یہ کتاب ان کے تراجم پر مبنی ہے۔ اصفہان اور بغداد کے تراجم کو انھوں نے "معجم مشیخة أصبهان" اور "معجم شیوخ بغداد" کے عنوانات سے قلم بند کیا ہے۔ ڈاکٹر ایس۔ ایم زمان نے **معجم السفر** کی تحقیق کر کے ہارورڈ یونی ورسٹی، امریکہ سے پی۔ ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے کتاب کا پر مغز مقدمہ بھی لکھا ہے، جس میں ابو طاہر السلفی کے حالات اور ان کے علمی کاموں بالخصوص **معجم السفر** کا تفصیلی تعارف کرایا گیا ہے۔

مذکورہ بالا کتاب کے علاوہ ڈاکٹر ایس ایم زمان کے مقالات ادارے کے تینوں مجلات میں چھپے جن کی ایک فہرست ذیل میں دی جارہی ہے:

Islamic Studies	
1."The Concept of an Islamic University", 24:2 (1985)	2."Sources of Silafi's Biography", 24:4 (1985)

۴۱۔ ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ زمان کی سوانحی معلومات ان کی C.V. سے حاصل کی گئی ہیں۔ ان کی C.V. کو دستیاب کرنے میں محترم امجد محمود، (سابق سینئر پرائیویٹ سیکرٹری، ڈائریکٹر جنرل ادارہ تحقیقات اسلامی) نے مدد فراہم کی جس کے لیے راقم ان کا شکر گزار ہے۔

3."Silafi's Biography: His Birth and Family Background", 25:1 (1986)	4."Hafiz Abu Tahir al-Silafi (d. 576/1180) – Acquisition of Hadith and Qiraat in Isfahan", 25:2 (1986)
5."Place of Man in the Universe in the World-View of Islam", 25:3 (1986)	6."Islamization and Strategies of Change – In the Perspective of Education", 27:4 (1988)

فکر و نظر	
ا۔ "نقوش (رسول نمبر)—ایک تنقیدی جائزہ"، ۲۲:۳ (۱۹۸۵ء)	۲۔ "خواندگی کا مسئلہ اسلامی تناظر میں"، ۲۷:۲ (۱۹۸۹ء)
۳۔ "نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل (Islamization) — چند معروضات"، ۲۹:۴ (۱۹۹۲ء)	۴۔ "اسلامی فلاحی ریاست۔ اسوۂ حسنہ کی روشنی میں"، ۳۰: ۱-۲ (۱۹۹۲ء)
۴۔ "سیرت نگاری۔ قرآن کی روشنی میں: عزیز ملک کی تازہ تصنیف تذکار نبی کے تناظر میں ایک انتقادی جائزہ"، ۳۱:۴ (۱۹۹۴ء)	۵۔ "پاکستان میں تحقیق مخطوطات کا مسئلہ اور چند تجاویز"، ۳۴:۱ (۱۹۹۶ء) ؛ ۳۵: ۲– ۳ (۱۹۹۷ء– ۱۹۹۸ء)

الدراسات الاسلامية
ا۔ "نظرة عجلى على كتاب معجم السفر و نسخه الخطية"، تعریب: خورشید رضوی، ۲۱: ۲ (۱۹۸۶ء)

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء کو الہ آباد میں پیدا ہوئے۔[۴۲] ان کے والد مولانا ظفر احمد انصاری معروف عالم دین، سیاست دان اور تحریک پاکستان کے کارکن تھے۔ ڈاکٹر انصاری نے ۱۹۵۰ء میں سندھ یونی ورسٹی سے بی۔ اے کیا۔ ۱۹۵۲ء میں کراچی یونی ورسٹی سے اقتصادیات میں ایم۔ اے کرنے کے بعد وہ کراچی یونی ورسٹی سے ملحق کالج سے بطور لیکچرر اقتصادیات وابستہ ہو گئے۔ بعد ازاں وہ علوم اسلامیہ کی تحصیل کے لیے میک گل یونی ورسٹی کینیڈا چلے گئے جہاں انھوں نے ۱۹۵۹ء میں ایم اے اور ۱۹۶۶ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ میک گل یونی ورسٹی میں دوران تعلیم انھیں ولفریڈ کانٹویل سمتھ (Wilfred Cantwell Smith)، ٹوشی ہیکو ازتسو (Toshihiko Izutsu)، نیازی برکس (Niyazi Berkes)، جوزف شاخت (Joseph Schacht) جیسے اسکالرز سے استفادے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ وہ اسی عرصے کے دوران

42– www.iosminaret.org/vol-11/issue14/Dr Zafar Ishaq Ansari.php, ascessed on January 5, 2017.

(۱۹۶۳ء– ۱۹۶۴ء) قاہرہ بھی رہے جہاں وہ معہد الدراسات الإسلامية میں داخل ہوئے۔ قاہرہ میں قیام کے دوران میں انھوں نے مشہور فقیہ محمد ابوزھرہ سے بھی استفادہ کیا۔[۴۳]

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے اپنے تدریسی کیریئر کا آغاز ۱۹۵۲ء میں کراچی یونی ورسٹی سے ملحق اردو کالج میں لیکچرر اقتصادیات کے طور پر کیا۔ اس کے بعد وہ ۱۹۵۹ء سے لے کر ۱۹۶۱ء تک شعبہ اسلامی تاریخ، کراچی یونی ورسٹی سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں وہ جامعة الملک عبد العزیز، جدہ میں ۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۰ء تاریخ وتہذیب اسلامی کے اسسٹنٹ پروفیسر اور پھر یونی ورسٹی آف پٹرولیم اینڈ منرلز، ظہران میں ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۷ء تاریخ اور علوم اسلامیہ کے ایسوسی ایٹ پروفیسر اور ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۶ء پروفیسر کے عہدوں پر فائز رہے۔ اس دوران ڈاکٹر انصاری نے مختلف مغربی جامعات میں وزیٹنگ پروفیسر کے طور پر بھی تدریس کی، ان میں امریکہ کی پرنسٹن یونی ورسٹی (Princeton University)، آسٹریلیا کی یونی ورسٹی آف میلبورن (University of Melbourne) اور کینیڈا کی میک گل یونی ورسٹی شامل ہیں۔

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری کی بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد سے طویل رفاقت کا آغاز ۱۹۸۶ء میں ہوا جب وہ بحیثیت پروفیسر اور ڈین فیکلٹی آف شریعہ اینڈ لاء یونی ورسٹی سے منسلک ہوئے۔ اس ذمے داری پر وہ ۱۹۸۸ء تک فائز رہے اور اس دوران انھوں نے ۱۹۸۷ء تا ۱۹۸۸ء شریعہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل کی اضافی ذمہ داریاں بھی ادا کیں۔ بعد ازاں وہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر جنرل تعینات ہوئے اور ۲۰۰۵ کے اواخر اور ۲۰۰۶ء کے استثنا سے ۲۰۱۱ء تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ اس دوران انھوں نے کچھ عرصے کے لیے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے نائب صدر کی ذمے داریاں بھی ادا کیں۔ علوم اسلامیہ اور ادارے کے لیے طویل خدمات کی بنا پر انھیں یونی ورسٹی نے تاحیات پروفیسر (Professor Emeritus) کا درجہ دیا۔ ڈاکٹر انصاری طویل علمی سفر طے کرنے کے بعد ۲۴ اپریل ۲۰۱۶ء کو اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری کی دل چسپی کے موضوعات متنوع تھے۔ جن موضوعات پر انھوں نے داد تحقیق دی ان میں قرآنیات، فقہ اسلامی کا ابتدائی دور، دور جدید میں اسلامی فکر، بین المذاہب مکالمہ، مسلم اقلیات اور تعلیمات وغیرہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر انصاری نے پی ایچ ڈی مقالہ بعنوان *The Early Development of Fiqh*

۴۳– اس کا تفصیلی تذکرہ ڈاکٹر انصاری کے پی ایچ ڈی مقالے کے دیباچے میں دیکھا جا سکتا ہے:
Zafar Ishaq Ansari, *The Early Development of Fiqh in Kufah* (PhD diss., McGill University, 1966), IV-XIV.

in Kufa قلم بند کیا تھا۔ مقالے کا موضوع دوسری صدی ہجری (اور ضمناً پہلی صدی ہجری) میں کوفہ میں فقہ اسلامی کا ارتقا ہے۔ مقالے میں فقہ اسلامی کے ابتدائی ارتقا اور اس میں حدیث نبوی کے تشکیلی کردار کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ بعد ازاں اسی موضوع پر انھوں نے مختلف مجلات میں علمی مقالات بھی لکھے۔ ان مقالات میں، بشمول پی۔ایچ۔ڈی مقالہ، فقہ اسلامی اور حدیث اور ان کے باہمی تعلق کے متعلق جوزف شاخت کے اخذ کردہ بعض نتائج کو موثر انداز میں چیلنج کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے قریباً سات کتابوں کی ادارت کی اور ان کے تین درجن سے زائد مضامین مختلف قومی اور بین الاقوامی مجلات اور تحقیقی کتب میں شائع ہوئے۔ انھوں نے معروف اردو تفسیر **تفہیم القرآن** کا انگریزی ترجمہ اور ادارت کی جسے برطانیہ کی اسلامک فاؤنڈیشن(Islamic Foundation) نے *Towards Understanding the Quran* کے عنوان سے شائع کیا ہے۔[۴۴] اس کے علاوہ حال ہی میں ان کی وفات کے بعد UNESCO کے زیر اہتمام شائع ہونے والی *Foundations of Islam* منظر عام پر آئی ہے۔ یہ کتاب UNESCO کے منصوبے The Different Aspects of Islamic Culture کا حصہ ہے اور ڈاکٹر انصاری اور ڈاکٹر اسماعیل ابراہیم نواب نے مشترکہ طور پر اس کی ادارت کی ہے۔

ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستگی کے دوران ڈاکٹر انصاری نے بیس برس سے زائد عرصے تک انگریزی مجلے *Islamic Studies* کی ادارت کی۔ ان کے دور ادارت میں مجلہ بام عروج پر پہنچا اور اسے Jstor جیسے موقر عالمی Database میں شامل کیا گیا۔ اس مجلے کی ادارت کے علاوہ انھوں نے Muslims and West: Encounters and Dialogue کی جان ایل۔ اسپوزیٹو (John L. Esposito) کے ساتھ مشترکہ طور پر ادارت کی۔ یہ کتاب ادارہ تحقیقات اسلامی اور جارج ٹاؤن یونی ورسٹی، واشنگٹن کے Centre for Muslim-Christian Understanding کے باہمی اشتراک سے شائع کی گئی۔ مسلم مغرب تعلقات، خصوصاً مسلمانوں اور مغرب کے مابین باہمی فہم و ادراک (Mutual Perceptions)، پر ۴-۶ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو اسلام آباد میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ اس سیمینار میں دنیا کے مختلف ممالک سے چالیس اسکالرز نے شرکت کی۔[۴۵] سیمینار میں پیش کیے گئے مقالات میں سے بارہ کا انتخاب کر کے اس مجموعے کو مرتب کیا گیا ہے۔

۴۴۔ ڈاکٹر انصاری **تفہیم القرآن** کے آخری حصوں کے حواشی بوجہ علالت ترجمہ نہ کر سکے۔

45. Zafar Ishaq Ansari & John L. Esposito (eds.), *Muslims and the West: Encounter and Dialogue* (Islamabad: Islamic Research Institute, 2001), XVII-XVIII.

مذکورہ بالا کتاب کے علاوہ ڈاکٹر انصاری کے چند مقالات ادارے کے مجلات میں شائع ہوئے جن کی فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے:

Islamic Studies	
	1.The Significance of Shafi's Criticism of the Madinese School of Law", 30: 4 (1991)
فکر و نظر	
۲۔"ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ: مشاہدات و تاثرات"، ترجمہ: خورشید احمد ندیم، ۴۰-۴۱: ۴، ۱ (۲۰۰۳ء)	۱۔ "صحت احادیث: جوزف شاخت کی "دلیل سکوت" کا تنقیدی جائزہ"، ترجمہ: محمد سہیل عمر، ۳۸: ۱ (۲۰۰۰ء)
الدراسات الإسلامية	
۱۔"الإمام أبو حنيفة النعمان (رحمه الله) و استناد فقهه إلى الحديث النبوي"، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)	۱۔"نقد منهج جوزف شاخت في دراسة الحديث"، تعریب: محمد الغزالی، ۲۵: ۲ (۱۹۹۰ء)

ڈاکٹر محمد خالد مسعود

ڈاکٹر محمد خالد مسعود ۱۵/ اپریل ۱۹۳۹ء کو پنجاب کے ضلع انبالہ (موجودہ ضلع ریاست ہریانہ، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے پنجاب یونی ورسٹی لاہور سے ۱۹۶۰ء میں بی۔ اے جب کہ ۱۹۶۲ء میں علوم اسلامیہ میں ایم۔ اے کیا۔ اس کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے میک گل یونی ورسٹی، کینیڈا چلے گئے، جہاں سے ۱۹۶۹ء میں انھوں نے علوم اسلامیہ میں ایم۔ اے اور ۱۹۷۳ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز ۱۹۵۶ میں اسلامیہ ہائی سکول، جھنگ میں بطور استاد کیا۔ بعد ازاں وہ گورنمنٹ کالج، گوجرانولہ میں بطور لیکچرار تعینات ہوئے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی سے ان کی طویل وابستگی کا سلسلہ مارچ ۱۹۶۳ء میں شروع ہوا جب وہ ادارے میں فیلو (Fellow) مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ادارے میں ترقی کی مختلف منازل طے کرتے کرتے دسمبر ۱۹۹۲ء میں پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۹۹ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی سے ریٹائرمنٹ کے بعد وہ ہالینڈ کے ادارے آئی۔ ایس۔ آئی۔ ایم (International Institute for the Study of Islam in the Modern World (ISIM)) کے اکیڈمک ڈائریکٹر بنے۔ ۲۰۰۴ء

میں انھیں حکومت پاکستان نے اسلامی نظریاتی کونسل کا چیئر مین مقرر کیا اور وہ اس عہدے پر ۲۰۱۰ء تک فائز رہے۔ ۲۰۱۱ء میں ڈاکٹر صاحب ادارہ تحقیقات اسلامی سے دوبارہ منسلک ہو گئے اور ۲۰۱۳ء تک بطور ڈائریکٹر جنرل خدمات انجام دیں۔ ان دنوں وہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلٹ بنچ کے جج کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا تخصص اگرچہ فقہ اسلامی ہے مگر انھوں نے علوم اسلامیہ کی مختلف جہات پر اعلیٰ تحقیقی کام کیا ہے۔ انھوں نے جن علمی میدانوں میں طبع آزمائی کی ہے ان میں علوم القرآن، فقہ، اصول الفقہ، اقبالیات، فکر اسلامی، سیرۃ النبی، تاریخ عالم اسلامی، اسلام اور مغرب، مسلم اقلیات، اسلام اور جدیدیت اور اسلامی تحریکات وغیرہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب چودہ سے زائد کتب کی تصنیف، ادارت اور تراجم کر چکے ہیں۔ ان میں سے بعض کتب یورپ اور امریکہ سے بھی شائع ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے ساٹھ سے زائد تحقیقی مقالات قومی اور بین الاقوامی علمی مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔ مرتب و مدون شدہ کتب میں چھپنے والے مضامین کی تعداد تیس سے زائد جب کہ مختلف دوائر المعارف میں چھپنے والے مقالات کی تعداد ایک درجن سے زائد ہے۔[۴۶]

ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستگی کے دوران ڈاکٹر صاحب نے مختلف اوقات میں ادارے کے انگریزی مجلے *Islamic Studies* کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔ وہ ۱۹۷۵ء، ۱۹۸۵ء-۱۹۸۹ء اور ۲۰۱۰ء-۲۰۱۱ء میں مجلے کے مدیر رہے جب کہ ۱۹۶۴ء میں ادارے کے اردو مجلے **فکر و نظر** کے نائب مدیر بھی رہے۔ اس کے علاوہ ادارے کے لیے انھوں نے سات کتب اور رپورٹوں کی تصنیف وادارت کی جن کے مختصر احوال درج ذیل ہیں:

1. *Islamic Legal Philosophy: A Study of Abu Ishaq Al-Shatibi's Life and Thoughts*

یہ کتاب اصل میں ڈاکٹر صاحب کے میک گل یونیورسٹی میں جمع کرائے گئے پی۔ ایچ۔ ڈی مقالے پر مبنی ہے۔ کتاب چودہ ابواب، مقدمے وخلاصے پر مشتمل ہے جنھیں تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ ابواسحاق شاطبی کے حالات زندگی اور علمی کام سے متعلق ہے۔ دوسرا حصہ شاطبی سے قبل اور موجودہ زمانے میں اصول الفقہ

۴۶- ڈاکٹر خالد مسعود کی سوانحی معلومات ان کی پرسنل فائل اور C.V. سے لی گئی ہیں۔ ان کی C.V فراہم کرنے پر راقم محترم امجد محمود صاحب کا شکر گزار ہے۔

میں تصورِ مصلحت کے ارتقا سے بحث کرتا ہے، جب کہ آخری حصہ شاطبی کے فلسفۂ اسلامی قانون کے تجزیے پر مشتمل ہے۔

2. *Shatibi's Philosophy of Islamic Law*

یہ کتاب مصنف کی مذکورہ بالا کتاب کی مکمل نظر ثانی شدہ شکل ہے۔ اس کتاب کا نہ صرف عنوان تبدیل کیا گیا ہے بلکہ ابواب کی بھی ترتیب نو کی گئی ہے، جب کہ شاطبی کے حوالے سے نئی دست یاب شدہ معلومات کو بھی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں *Islamic Legal Philosophy* پر شائع ہونے والے تبصروں اور نقد کی روشنی میں کتاب میں ضروری تصحیحات کی گئی ہیں۔

3. *Workshop on Technical Editing*

ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام ۴ تا ۷ مارچ ۱۹۸۵ء فنی ادارت کے حوالے سے ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یہ کتاب اس کی رپورٹ ہے جسے ڈاکٹر صاحب نے مرتب کیا۔ یہ کتاب ورک شاپ کی کارروائی، ورک شاپ کے دوران پیش یا تقسیم کیے گئے مواد اور ادارت کے مختلف پہلوؤں سے متعلق تحریروں پر مشتمل ہے۔

4. *Iqbal's Reconstruction of Ijtihad*

ڈاکٹر صاحب کی یہ کتاب اقبال اکیڈمی (لاہور، پاکستان) اور ادارہ تحقیقات اسلامی (اسلام آباد) کے باہمی اشتراک سے منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب دراصل *The Reconstruction of Religious Thought in Islam* میں علامہ اقبال کے چھٹے خطبے *The Principle of Movement in Islam* کا ایک مطالعہ ہے۔ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے چار ابواب اقبالؒ کے خطبے کے سیاق و سباق کو زیر بحث لاتے ہیں۔ پانچویں باب میں اقبال کی جانب سے زیر بحث لائی گئی اجتہاد کی تین تعریفات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ چھٹے اور ساتویں ابواب میں اقبال کی اجماع اور قیاس کی تشکیل جدید کا مطالعہ کیا گیا ہے، جب کہ آٹھواں باب اقبالؒ کے خطبۂ اجتہاد پر ہونے والی نقد کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔ [۴۷]

۵۔ اٹھارھویں صدی عیسوی میں برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما

ادارہ تحقیقات اسلامی نے بین الاقوامی ادارہ برائے فکر اسلامی، اسلام آباد کے تعاون سے کئی برس قبل ایک مذاکرے کا اہتمام "اٹھارھویں صدی عیسوی میں برصغیر میں اسلامی فکر کا جائزہ" کے عنوان کے تحت کیا تھا۔ مذاکرہ

47– Muhammad Khalid Masud, *Iqbal's Reconstruction of Ijtihad* (Lahore/Islamabad: Iqbal Academy Pakistan/ Islamic Research Institute, 1995), 1-2.

دو سال تک جاری رہا جس میں تقریباً ہر ماہ ایک نشست کا اہتمام کیا جاتا اور ایک مقالہ پیش ہوتا۔ انھیں مقالات کا انتخاب کر کے "اٹھارہویں صدی عیسوی میں برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما" کے زیر عنوان ایک مجموعہ مرتب کیا گیا۔ اس میں درج ذیل شخصیات پر مقالوں کو شامل کیا گیا: مرزا عبدالقادر بیدل، شاہ عبداللطیف بھٹائی، مرزا مظہر جان جاناں، شاہ ولی اللہ، سید غلام علی آزاد بلگرامی، قاضی محمد اعلیٰ تھانوی، خواجہ میر درد دہلوی، قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مرزا ابو طالب۔ اس مجموعے کی ترتیب ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے دی اور اس پر ستر سے زائد صفحات پر مشتمل ایک پر مغز مقدمہ بھی لکھا جس میں اٹھارویں صدی میں برصغیر میں مسلمانوں کی صورت حال اور اسلامی فکر کا ایک بھرپور تجزیہ پیش کیا۔

۶۔ فہرست قومی نمائش کتب سیرت

۷۔ طبی فقہی مسائل ورکشاپ رپورٹ

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے *Islamic Studies* اور **فکر و نظر** کے لیے درجنوں مقالات بھی لکھے جن کی فہرست ذیل میں دی جارہی ہے:

Islamic Studies	
1."Al-Hakim Al-Tirmidhi's Buduww Shan", 4:3 (1965)	2."Recent Studies of Shatibi's Al-Muwafaqat", 14:1 (1975)
3."Abu Ishaq Shatibi: His Life and Works", 14:2 (1975)	4."Political Developments in Fourteenth Century Muslim Spain", 15:1 (1976)
5."Islamic Research Institute: An Historical Analysis", 15: Foundation Day Supplement (1976)	6."Religion and Society in the Fourteenth Century Muslim Spain", 17:4 (1978)
7."The Sources of the Maliki Doctrine of Ijbar", 24:2 (1985)	8."Shehu Usuman Dan Fodio's Restatement of the Doctrine of Hijrah", 25:1 (1986)
9."A History of Islamic Law in Spain: An overview", 30:1-2 (1991)	10."Shatibi's Theory of Meaning", 32:1 (1993)
11."National and Religious Identity Among Albanian Muslims	12."Teaching of Islamic Law and Shariah: A Critical Evaluation of

After the Political Upheaval of 1990", by Nathalie Clayer, Translated by: Muhammad Khalid Masud, 36:2-3 (1997)	the Present and Prospects for the Future" 44:2 (2005)
13."The Significance of Istifta' in the Fatwa Discourse", 48: 3 (2009)	

فکرونظر

۱۔"تاریخ اسلام میں اہل حل وعقد کا تصور"،۱: ۷ ـ ۸ (۱۹۶۴ء)	۲۔"فولانی تحریک کے رہنما: شیخو عثمان دان فودیو"،۱:۱۲ (۱۹۶۴ء)
۳۔" جزیرۂ قبرص میں اسلام کی سر گزشت"، ۲:۳ (۱۹۶۴ء)	۴۔" اصول فقہ کی تاریخ پر ایک نظر"، ۲:۱۲(۱۹۶۵ء)
۵۔"مشینی ذبح کا مسئلہ"(مفتی محمد شفیع کے فتویٰ کی پیش کش و اختصار از محمد خالد مسعود)، ۳:۳ (۱۹۶۵ء)	۶۔"الأحکام السلطانیة"، تلخیص وترتیب از محمد خالد مسعود، ۳: ۷-۸ (۱۹۶۶ء)
۷۔"عہد نبوی کے چند مشروبات"، ۴: ۱-۲ (۱۹۶۶ء)	۸۔"قمری مہینے اور فلکیاتی حساب"، تحریر: یوسف مواہب فاخوری، ترجمہ: محمد خالد مسعود، ۱۲: ۱ (۱۹۷۴ء)
۹۔"رؤیت ہلال اور اختلاف مطالع کا مسئلہ"، تحریر: احمد عبد العال ھریدی، ترجمہ: محمد خالد مسعود، ۱۲: ۵ (۱۹۷۴ء)	۱۰۔"نبی کریمؐ غیر مسلموں کی نظر میں"، ۱۲: ۱۰-۱۱ (۱۹۷۵ء)
۱۱۔"حج میں استطاعت کا مسئلہ"، ۱۳: ۳ (۱۹۷۵ء)	۱۲۔"وما أرسلناک إلا رحمة للعالمین"، ۱۳: ۹(۱۹۷۶ء)
۱۳۔"ادارہ تحقیقات اسلامی کے اغراض و مقاصد: تاریخی و تحلیلی جائزہ"، ۱۳: ۱۱ (۱۹۷۶ء)	۱۴۔"خطبات اقبال میں اجتہاد کی تعریف: اجتہاد کا تاریخی پس منظر"، ۱۵: ۷: ۸ (۱۹۷۸ء)
۱۵۔"خطبات اقبال میں اجتہاد کی تعریف: بر صغیر اور مسئلہ اجتہاد"، ۱۵: ۹ (۱۹۷۸ء)	۱۶۔"ولایت اجبار"، ۲۴: ۴ (۱۹۸۷ء)
۱۷۔"مغرب میں اسلام کا مطالعہ (۱۹۸۹ء۔ ۱۹۹۰ء)"، ۲۸: ۳ (۱۹۹۱ء)	۱۸۔"سپین میں اسلام کی سر گزشت"، ۲۸-۲۹: ۴، ۱-۲ (۱۹۹۱ء)
۱۹۔ "امام ابو اسحاق شاطبی"، ۲۸ـ ۲۹: ۴، ۱ـ ۲ (۱۹۹۱ء)	۲۰۔"حکیم مومن خان مومن اور تحریک مجاہدین"، تحریر: آمید یومائی ایلو، ترجمہ: محمد خالد مسعود، ۲۹: ۳ (۱۹۹۲ء)
۲۱۔"ہاؤسا زبان میں نعت گوئی"، ۳۰: ۱-۲ (۱۹۹۲ء)	۲۲۔"ڈاکٹر ماریا ازابیل فیرو۔ ایک تعارف"، ۳۰: ۴ (۱۹۹۳ء)
۲۳۔"قاضی وکیع بن خلف کی تصنیف اخبار القضاۃ: تاریخ	۲۴۔"مسلم اقلیتیں اور سیاسی معاشرت: تین قابل تقلید

قانون اسلام کی ایک اہم دستاویز"، ۳۲:۱ (۱۹۹۴ء)	مثالیں"، ترجمہ : صاحب زادہ ساجد الرحمن، ۳۲: ۲ (۱۹۹۴ء)
۲۵۔"اسلامی احکام اور عادات: شاہ ولی اللہ، علامہ شبلی اور علامہ اقبال"، ۳۲: ۳ (۱۹۹۵ء)	۲۶۔"تسمیۂ غیر (یورپی اور مسلم زبانوں میں مسلمانوں اور اہل مغرب کے نام)"، ترجمہ: عمر فاروق، ۴۷: ۳ (۲۰۱۰ء)

پروفیسر مظہر الدین صدیقی

پروفیسر مظہر الدین صدیقی ۶/ نومبر ۱۹۱۴ء کو فتح پور، ضلع بارابنکی (یو پی، ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۳۵ء میں مدراس یونی ورسٹی سے بی اے کیا۔ ۱۹۵۰ء میں وہ ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور سے بحیثیت سینئر فیلو وابستہ ہو گئے۔ انھوں نے ۱۹۵۳ء میں میک گل یونی ورسٹی، کینیڈا سے علوم اسلامیہ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے ایم اے کے مقالے کا عنوان *"Image of the West in Iqbal"* تھا۔ ۱۹۵۶ء میں وہ سندھ یونی ورسٹی چلے گئے جہاں انھوں نے بحیثیت ریڈر اور صدر "شعبہ مسلم تاریخ" خدمات انجام دیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی میں ان کی بطور ریڈر تعیناتی نومبر ۱۹۶۰ء میں ہوئی۔ بعد ازاں، ۱۹۷۵ء میں ان کو پروفیسر کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ ادارہ تحقیقات اسلامی سے ان کی وابستگی ۱۹۸۴ء تک رہی۔ اس دوران وہ ادارے کے انگریزی مجلے *Islamic Studies* کے ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۲ء اور ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۴ء مدیر رہے، جب کہ اردو کے مجلے **فکر و نظر** کے اپریل ۱۹۷۹ء تا دسمبر ۱۹۷۹ء ادارت کے فرائض انجام دیے۔ پروفیسر صاحب کا انتقال ۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء کو ہوا۔[۴۸]

پروفیسر صاحب نے علوم اسلامیہ کی مختلف جہات پر قلم اٹھایا لیکن ان کا زیادہ تر کام فکر اسلامی بالخصوص جدید دور میں فکر اسلامی سے متعلق ہے۔ انھوں نے انگریزی اور اردو زبان میں بارہ سے زائد کتب لکھیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی نے ان کی چار مستقل تصنیفات جب کہ ایک ترجمہ شائع کیا جس کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے:

1. *The Quranic Concept of History*

اس کتاب میں پروفیسر صاحب نے تاریخ کا قرآنی نظریہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب قرآن اور تغیر تاریخی (Historical Change) کے متعلق ہے۔ دوسرا باب قرآن

48– Muhammad Naeem, " Professor Mazharuddin Siddiqi (1914-1991)", *Islamic Studies*, 30:3 (1991), 415-416.

اور بائبل میں تصورات تاریخ سے متعلق ہے۔ تیسرا، چوتھا اور پانچواں باب قدیم تاریخِ عرب اور تاریخِ یہودیت و مسیحیت کے متعلق قرآن کے تبصروں پر مشتمل ہے۔ آخری باب میں قرآن کے نظریۂ تاریخ کا جدید دور کے بعض فلسفہ ہائے تاریخ سے تقابل پیش کیا گیا ہے۔

2. *Concept of Muslim Culture in Iqbal*

یہ کتاب بنیادی طور پر علامہ اقبال کے خطبات، جو *Reconstruction of Religious Thought in Islam* (تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ) کے عنوان سے شائع ہوئے، کے پانچویں اور چھٹے خطبوں کا تجزیہ پیش کرتی ہے۔ کتاب میں جن موضوعات پر فکر اقبال کی روشنی میں بحث کی گئی ہے ان میں قرآن کی کلاسیکیت مخالفت، مسلم عقلیت پسندی، تصوف اسلامی، اسلامی جمہوریت، اجتہاد اور دور جدید میں اسلامی قانون سازی شامل ہیں۔

3. *Modern Reformist Thought in the Muslim World*

یہ کتاب مسلم دنیا میں جدید اصلاح پسندانہ نظریات سے متعلق ہے۔ کتاب چھ ابواب اور اختتامیے پر مشتمل ہے۔ ان ابواب میں مسلم جدیدیت کے عمومی خدوخال اور جدید مسلم مفکرین کے عقلی، سیاسی، معاشی، سماجی اور تعلیمی نظریات سے بحث کی گئی ہے۔

۴۔ اشتراکیت اور نظام اسلام

کل گیارہ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں پروفیسر صاحب نے اشتراکی نظام کی تاریخ و ارتقا اور اس کی فلسفیانہ بنیادوں کا ایک تفصیلی تعارف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا بحیثیت نظام اسلام کی روشنی میں جائزہ لینے کی سعی کی ہے۔ علاوہ ازیں کتاب کے آخری ابواب میں مصنف محترم نے اسلام کے معاشی نظام کا عمومی تصور اس کی الہامی بنیادوں کی روشنی میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

۵۔ اجماع اور بابِ اجتہاد

یہ کتاب کمال فاروقی کی کتاب Ijma and the Gate of Ijtihad کا اردو ترجمہ ہے۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ پروفیسر صاحب نے ادارے کے مجلات کے لیے متعدد مقالات لکھے جن کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے:

Islamic Studies	
1."'Syriac Society' as the Progenitor of Islam", 1:3 (1962).	2."Some Aspects of the Mu'tazili Interpretation of the Quran", 2:1 (1963).

3."Iqbal's "Principle of Movement" and its Application to the Present Muslim Society", 5:1 (1966).	4."A Historical Study of Iqbal's Views on Sufism", 5:4(1966).
5."Religious Thought of Sir Sayyid Ahmad Khan", 6:3 (1967).	6."A Critical Study of Iqbal's View on the Anti-Classicism of the Quran", 7:1 (1968).
7."A Study of Iqbal's Views on Muslim Rationalism", 7:3 (1968).	8."General Characteristics of Muslim Modernism", 9:1 (1970).
9."Intellectual Bases of Muslim Modernism (I)", 9:2 (1970).	10."Islamic Modernism", 12:3(1973).
11."Iqbal's Political Philosophy", 15:3 (1976).	12."Islam: A Revolution", 17:3 (1978).
13."The Holy Prophet and the Orientalists", 19:3 (1980).	14."Islam and Human Reason", 22:1 (1983).

فکر و نظر

۱۔ ”عہد جدید میں اسلامی قانون سازی“، ۳: ۷-۸ (۱۹۶۶ء)	۲۔ ”اقبال اور مسئلہ اجتہاد“، ۳: ۱۲ (۱۹۶۶ء)
۳۔ ”اسلام کی معاشی تعلیمات اور ہمارا جدید معاشرہ“، ۴:۵ (۱۹۶۶ء)	۴۔ ”اسلام اور نظام کائنات“، ۴:۷ (۱۹۶۷ء)
۵۔ ”علم اور سائنس سے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر“، ۴:۱۰ (۱۹۶۷ء)	۶۔ ”سر سید احمد خان کے مذہبی خیالات (۱)“، ترجمہ: مظہر الحق“، ۶:۹ (۱۹۶۹ء)
۷۔ ”سر سید احمد خان کے مذہبی خیالات (۲)“، ترجمہ: مظہر الحق“، ۶:۱۰ (۱۹۶۹ء)	۸۔ ”جدید مصلحین کی فکری خصوصیات (۱)“، ترجمہ: نعیمہ نور، ۸:۴ (۱۹۷۰ء)
۹۔ ”جدید مصلحین کی فکری خصوصیات (۲)“؛ ترجمہ: نعیمہ نور، ۸:۵ (۱۹۷۰ء)	۱۰۔ ”پاکستان کی نظریاتی اساس اور ادارۂ تحقیقات اسلامی“، ۱۳:۱۱ (۱۹۷۶ء)
۱۱۔ ”علامہ اقبال اور عصر جدید کی جمہوریت“، ۱۴: ۱۰-۱۱ (۱۹۷۷ء)	۱۲۔ ”اسلام میں معاشی اور سماجی انصاف کا تصور“، ۱۵:۱۰ (۱۹۷۸ء)

الدراسات الإسلامية

۱۔ ”وجهة نظر الإسلام تجاه العلم“، ۲:۲ (۱۹۶۷ء)

ڈاکٹر احمد حسن

ڈاکٹر احمد حسن ۲۲/ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ریاست ٹونک کے شہر سرونج (حالیہ مدھیہ پردیش، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۴۷ء میں میٹرک اور ۱۹۴۹ء میں ایف۔ اے اجمیر بورڈ، انڈیا سے کیا۔ پاکستان ہجرت کے بعد انھوں نے بی۔ اے اور ایم اے عربی بالترتیب ۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۶ء میں کراچی یونیورسٹی سے کیا۔ اسی طرح منشی فاضل، فاضل عربی اور فاضل اردو کے امتحانات بالترتیب ۱۹۵۰ء، ۱۹۵۸ء اور ۱۹۵۹ء میں پاس کیے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے دینی تعلیم مدرسۂ عربیہ، کراچی سے حاصل کی اور ۱۹۵۸ء میں درس نظامی مکمل کیا۔ ۱۹۶۷ء میں جامعہ کراچی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے مقالے کا موضوع "Jurisprudence in the Early Phase of Islam" تھا جسے انھوں نے ڈاکٹر فضل الرحمان کی زیر نگرانی مکمل کیا۔(۴۹)

ڈاکٹر احمد حسن نے ۱۹۴۹ء میں وزارت زراعت پاکستان میں ملازمت اختیار کی لیکن بعد ازاں اپنے تحقیقی و علمی مزاج کی بنا پر اس ملازمت کو خیر آباد کہہ کر مارچ ۱۹۶۱ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی سے بحیثیت فیلو (Fellow) وابستہ ہوگئے۔ فروری ۱۹۶۴ء میں پروموٹ کر کے ریسرچ فیلو (Research Fellow) جب کہ جون ۱۹۷۳ء میں ریڈر (Reader) بنائے گئے، اور بالآخر ترقی کر کے اپریل ۱۹۸۳ء میں پروفیسر کے اعلیٰ ترین تعلیمی منصب پر فائز ہوئے۔ بعد ازاں اپریل ۱۹۸۳ء تا اکتوبر ۱۹۸۳ء ادارہ تحقیقات اسلامی کے قائم مقام ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر احمد حسن کا انتقال ۶ جون ۱۹۹۶ء کو اسلام آباد میں ہوا۔(۵۰)

ڈاکٹر احمد حسن کا میدان تحقیق اصول الفقہ تھا۔ ان کا شمار ان اولین مسلمان اسکالرز میں ہوتا ہے جنھوں نے انگریزی زبان میں اصول الفقہ پر کام کیا۔ ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستگی کے دوران اصول الفقہ پر انگریزی زبان میں ان کی چار کتب شائع ہوئیں جن کے مختصر احوال درج ذیل ہیں:

1. *The Early Development of Islamic Jurisprudence*

یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کے پی ایچ ڈی کے مقالے پر مبنی ہے اور اصول الفقہ کے تاریخی ارتقا سے بحث کرتی ہے۔ اس کتاب میں اسلامی قانون کے چار بنیادی مآخذ، قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کے ابتدائی تصورات کے ارتقا اور ان کی عملی تطبیق کے حوالے سے مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان تمام موضوعات کو مشہور

49– Ahmad Hasan, *The Early Development of Islamic Jurisprudence* (Islamabad: Islamic Research Institute, 1970), v–vii.

50– Muhammad Tufail, “Dr Ahmad Hasan (1932-1996)”, *Islamic Studies*, 35:3 (1996), 365.

مستشرق جوزف شاخت کی کتاب *The Origins of Muhammadan Jurisprudence* میں اٹھائے گئے سوالات کے تناظر میں دیکھا ہے۔

2. *The Doctrine of Ijma in Islam: A Study of the Juridical Principle of Consensus*

یہ کتاب "اجماع" کا جامع تعارف پیش کرتی ہے۔ چوں کہ اس سے قبل مصنف مرحوم اپنی کتاب *The Early Development of Islamic Jurisprudence* میں ادلہ اربعہ کے ابتدائی تصورات اور ان کے تدریجی نشو نما پر سیر حاصل بحث کر چکے تھے، اس لیے موجودہ کتاب میں اجماع کی ابتدائی نشو کو زیر بحث نہیں لایا گیا۔ کتاب کے پہلے تین ابواب اجماع کی حجیت اور اس کے سیاسی و سماجی کردار سے بحث کرتے ہیں۔ اس کے بعد کے ابواب میں اجماع کے کلاسیکی نظریے کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔ کتاب کا تیرھواں باب اجماع اور دوسرے مذاہب عالم میں اس کے مقابل تصورات کے تقابلی مطالعے پر مشتمل ہے، جب کہ آخری باب میں اجماع کے حوالے سے جدید رجحانات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

3. *Analogical Reasoning in Islamic Jurisprudence: A Study of the Juridical Principle of Qiyas*

یہ غالباً پہلی انگریزی کتاب ہے جو قیاس کے موضوع کو اصول الفقہ کے تناظر میں زیر بحث لاتی ہے۔ کتاب بیس ابواب پر مشتمل ہے جن میں قیاس سے متعلق مختلف مباحث کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ کتاب کے ابتدائی ابواب میں قیاس کا عمومی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد کے ابواب میں قیاس کی تعریف، اس کے نفس مضمون، اصل (Original Case)، اور فرع (Parallel Case) کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ قیاس میں علت کی بحث انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے لیے سات ابواب مختص کیے گئے ہیں۔ استحسان، جس کی تعریف قیاس خفی کی حیثیت سے بھی کی گئی ہے، کے لیے بھی ایک باب مختص کیا گیا ہے۔ قیاس چوں کہ ایک مختلف فیہ ماخذ قانون رہا ہے اس لیے اس کے حامیوں اور مخالفین کے دلائل کا تجزیہ بھی کتاب کا حصہ ہے۔

4. *Priniciples of Islamic Jurisprudence*

اس کتاب کا موضوع حکم شرعی کی بحث ہے۔ کتاب میں حکم شرعی، اس کی جملہ اقسام اور متعلقات کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مقدمے میں واضح کیا گیا ہے، اس کتاب کے ذریعے اصول الفقہ پر انگریزی میں درسی کتب کی

کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کتاب صرف "حکم شرعی" سے ہی بحث کرتی ہے۔ مصنف دیگر جلدوں میں دوسرے مباحث اصول الفقہ کا بھی احاطہ کرنا چاہتے تھے، لیکن وہ یہ سلسلۂ تالیف مکمل نہیں کر سکے۔[۵۱]

۵-حدود و تعزیرات

مندرجہ بالا کتب کی تصنیف کے علاوہ ڈاکٹر احمد حسن نے ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام قانون اسلامی کے مصادر کے تراجم کے منصوبے میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔ اس حوالے سے انھوں نے "حدود و تعزیرات" پر شائع کی جانے والی جلد کی ترتیب و تدوین کا کام مکمل کیا۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ ڈاکٹر احمد حسن نے ادارے کے تینوں مجلات کے لیے متعدد علمی مقالات لکھے۔ ان میں سے بعض اردو مقالات ان کے انگریزی میں چھپنے والے مقالات کے تراجم ہیں، اسی طرح سے عربی کے بعض مقالات بھی تراجم پر مشتمل ہیں۔ اس حوالے سے مقالات کی فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے:

Islamic Studies	
1. "The Theory of Naskh", 4:2 (1965)	2."Al-Shafi'i's Role in the Development of Islamic Jurisprudence", 5:3 (1966).
3."Early Modes of Ijtihad: Ra'y, Qiyas and Istihsan", 6:1 (1967)	4."Ijma in the Early Schools", 6:2 (1967)
5."Ijma, An Integrating Force in the Muslim Community", 6:4 (1967)	6."The Sunnah – Its Early Concept and Development", 7:1 (1968)
7."The Sources of Islamic Law", 7:2 (1968)	8."The Political Role of Ijma", 8:2 (1969)
9."Origins of the Early Schools of Law", 9:3 (1970)	10."The Argument for the Authority of Ijma", 10:1(1971)
11."Social Justice in Islam", 10:3 (1971)	12."The Concept of Infallibility in Islam", 11:1 (1972)
13."A Comparative Study of Ijma: Sangha, Sanhedrin and Church", 11:4(1972)	14."Modern Trends in Ijma", 12:2 (1973)

۵۱- ڈاکٹر احمد حسن اس سلسلے کی دوسری جلد پر کام کے دوران ہی انتقال کر گئے تھے۔ اس جلد کے بعض ابواب بعد ازاں مضامین کی شکل میں *Islamic Studies* کی ۳۸ اور ۳۹ نمبر جلدوں میں شائع ہوئے۔

15.“Rationality of Islamic Legal Injunctions: The Problem of Valuation (Ta‘lil)”, 13:2 (1974)	16.“The Classical Definition of Ijma: The Nature of Consensus”, 14:4 (1975)
17.“The Principal of Qiyas in Islamic Law: An Historical Perspective”, 15:3 (1976)	18.“The Principle of Istihsan in Islamic Jurisprudence”, 16:4 (1977)
19.“The Definition of Qiyas in Islamic Jurisprudence”, 19:1 (1980)	20.“The Legal Cause in Islamic Jurisprudence: An Analysis of ‘Illat Al-Hukm”, 19:4 (1980)
21.“The Justification of Qiyas”, 20:3 (1981)	22.“The Conditions of Legal Cause in Islamic Jurisprudence”, 20:4 (1981)
23.“Definition of Sabab and its Kinds in Islamic Jurisprudence”, 21:3 (1982)	24.“Subject Matter of Qiyas”, 21:4 (1982)
25.“Modes of Reasoning in Legal Cause: Al-Ijtihad fi’l-‘illah”, 22:1 (1983)	26.“The Critique of Qiyas”, 22:3 (1983)
27.“The Critique of Qiyas II”, 22:4 (1983)	28.“Methods of Finding the Cause of a Legal Injunction in Islamic Jurispredence”, 25:1 (1986)
29.“The Sources of Fiqh: A General Survey”, 29:2 (1990)	30.“The Quran: The Primary Source of Fiqh”, 38:4 (1999)
31.“Sunnah as a Source of Fiqh”, 39:1 (2000)	32.“The Sunnah as a Source of Fiqh (II)”, 39:3 (2000)
فکر ونظر	
۲۔ ”صدر اسلام میں اجتہاد: رائے، قیاس اور استحسان(II)“، ۴:۶ (۱۹۶۶ء)	۱۔ ”صدر اسلام میں اجتہاد: رائے، قیاس اور استحسان“، ۴:۴ (۱۹۶۶ء)
۴۔ ”اصول فقہ اور امام شافعی(II)“، ۴:۱۰ (۱۹۶۷ء)	۳۔ ”اصول فقہ اور امام شافعیؒ“، ۴:۸ (۱۹۶۷ء)
۶۔ ”اصول فقہ اور امام شافعی(IV)“، ۵:۱ (۱۹۶۷ء)	۵۔ ”اصول فقہ اور امام شافعی(III)“، ۴:۱۱ (۱۹۶۷ء)
۸۔ ”متقدمین مکاتب فقہ کا نظریۂ اجماع“ ۵:۱۰ (۱۹۶۸ء)	۷۔ ”اصول فقہ اور امام شافعیؒ(V)“، ۵:۲ (۱۹۶۷ء)
۱۰۔ ”مکاتب فقہ دور تقلید سے پہلے۔ ایک تاریخی مطالعہ“، ۶:۱۰ (۱۹۶۹ء)	۹۔ ”متقدمین مکاتب فقہ کا نظریۂ اجماع(II)“ ۶:۴ (۱۹۶۸ء)
۱۲۔ ”سنت: صدر اسلام میں اس کا تصور اور ارتقاء“، ترجمہ: شاہ محی الحق فاروقی، ۷:۹ (۱۹۷۰ء)	۱۱۔ ”اجماع: سرچشمہ وحدت ملی“، ترجمہ: ثروت صولت، ۷:۷ (۱۹۷۰ء)

۱۳۔ "سنت : صدر اسلام میں اس کا تصور اور ارتقاء(II)"، ترجمہ: شاہ محی الحق فاروقی،۷:۱۰ (۱۹۷۰ء)	۱۴۔ "لفظ فقہ اور اس کے مترادفات کا تاریخی جائزہ"،۹:۵ (۱۹۷۱ء)
۱۵۔ "فقہ اسلامی کے مآخذ (صدر اسلام سے امام شافعی کے عہد تک)"،۹:۸ (۱۹۷۲ء)	۱۶۔ "فقہ اسلامی کے مآخذ (صدر اسلام سے امام شافعی کے عہد تک(II))"،۹:۹ (۱۹۷۲ء)
۱۷۔ "فقہ اسلامی کے مآخذ (صدر اسلام سے امام شافعی کے عہد تک(III))"،۹:۱۰ (۱۹۷۲ء)	۱۸۔ "قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ آیات"،۱۰:۷ (۱۹۷۳ء)
۱۹۔ "عصمت امت اور عصمت انبیاء"،۱۱:۳ (۱۹۷۳ء)	۲۰۔ "استحسان"،۱۲:۴ (۱۹۷۴ء)
۲۱۔ "شان عدل واحسان"،۱۲ : ۱۰-۱۱ (۱۹۷۵ء)	۲۲۔ "اسلام میں حزب اختلاف کا تصور"،۱۳:۷ (۱۹۷۶ء)
۲۳۔ "ادارہ تحقیقات اسلامی کی مطبوعات: مقاصد کی روشنی میں ایک جائزہ"،۱۳:۱۱ (۱۹۷۶ء)	۲۴۔ "اسلامی شریعت کا رومی قانون سے تعلق"، تحریر: عبد الکریم زیدان، ترجمہ: ڈاکٹر احمد حسن،۲۰:۸ (۱۹۸۳ء)
۲۵۔ "اسلامی شریعت: ایک جامع ومکمل نظام قانون"،۲۰ : ۹-۱۰ (۱۹۸۳ء)	۲۶۔ "شرعی احکام کی عقلی حیثیت، مسئلہ تعلیل احکام"، ۲۱:۶ (۱۹۸۴ء)
۲۷۔ "اجتہاد کا ایک اہم اسلوب قیاس اور اس کی حجیت"،۲۱:۱۱ (۱۹۸۴ء)	۲۸۔ "خبر متواتر کی شرعی حیثیت"،۲۲:۲ (۱۹۸۴ء)
۲۹۔ "خبر واحد کی شرعی حیثیت"،۲۳:۱ (۱۹۸۵ء)	۳۰۔ "حیلہ کی شرعی حیثیت"،۲۳:۳ (۱۹۸۶ء)
۳۱۔ "حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک استفسار"،۲۶:۱ (۱۹۸۸ء)	۳۲۔ "علم حدیث میں خواتین کی خدمات"، تحریر: ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی، ترجمہ: ڈاکٹر احمد حسن،۲۶:۲ (۱۹۸۸ء)
۳۳۔ "حدیث مشہور کی شرعی حیثیت"،۲۷:۳ (۱۹۹۰ء)	۳۴۔ "خبر واحد کی صحت کے لیے راوی کی شرائط"،۲۸ : ۲ (۱۹۹۰ء)
الدراسات الإسلامية	
۱۔"الطرق الأولى للاجتهاد: الرأي و القياس و الاستحسان، تعريب: حسن بھٹی "،۲:۳ (۱۹۶۷ء)۔	۲۔ "مدارس الفقه الإسلامی قبل عصر التقليد (دراسة تاريخية)"،۴:۱ (۱۹۶۹ء)۔
۳۔"اقبال و حب الرسول صلی الله عليه وسلم"، ۱۱: ۱-۲ (۱۹۷۶ء)۔	۴۔ "تعليق: اختلاف الفقهاء لأبی جعفر الطحاوی"، للدكتور سعيد الله، تعريب: الدكتور احمد حسن،۱۲:۱ (۱۹۷۷ء)۔
۵۔"الاتجاه الجديد للإجماع"،۱۲: ۲-۴ (۱۹۷۷ء)۔	۶۔ "فكرة العبادة فی الإسلام"، ۱۳-۱۴: ۴-۳، ۱ (۱۹۷۸ء- ۱۹۷۹ء)۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی

ڈاکٹر محمود احمد غازی ۱۸ر ستمبر ۱۹۵۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔[۵۲] ان کا خاندان والد اور والدہ دونوں جانب سے مذہبی اور علمی حوالوں سے برصغیر میں معروف تھا۔[۵۳] غازی صاحب نے آٹھ برس کی کم عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ بعد ازاں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری، کراچی میں چار سال تک پڑھا۔ ان کے والد محترم سرکاری ملازم تھے اور جب کراچی سے دار الحکومت اسلام آباد منتقل ہوا تو ان کا گھرانہ بھی اسلام آباد منتقل ہو گیا۔ غازی صاحب نے درس نظامی کی باقی ماندہ تعلیم مولانا غلام خان مرحوم کے روالپنڈی میں واقع مدرسہ تعلیم القرآن سے مکمل کی۔ ۱۹۶۶ء میں فاضل عربی اور ۱۹۶۸ء میں فاضل فارسی کی سند حاصل کی۔ انھوں نے ۱۹۷۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں ۱۹۸۸ء میں پنجاب یونی ورسٹی ہی سے *The Role of Shah Waliy Allah in Muslim Revivalism in the Subcontinent of India and Pakistan* کے عنوان سے مقالہ لکھ کر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔[۵۴]

ڈاکٹر غازی کی تصنیفات کے عناوین کو ایک نظر دیکھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ انھیں علوم اسلامیہ کے ہر گوشے سے ہی گہرا تعلق رہا ہے۔ "سلسلۂ محاضرات" کی تمام کتب علوم اسلامیہ کی مختلف جہات پر ان کے تعمق علمی اور وسعت مطالعہ کی غماز ہیں۔ قرآن، حدیث، سیرت، فقہ، قانون، نظام تعلیم، تاریخ اسلام، عصری اسلامی تحریکیں وغیرہ ان کی تالیفات کے موضوعات رہے ہیں۔ البتہ جس موضوع سے غالباً ان کو سب سے زیادہ مناسبت رہی وہ فقہ اسلامی ہے۔[۵۵]

۵۲۔ ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی نے اپنے مضمون میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کی تاریخ پیدائش ۱۳ ستمبر ۱۹۵۰ء جب کہ جائے پیدائش کاندھلہ لکھی ہے۔ غازی صاحب نے ایک انٹرویو میں اپنا مقام پیدائش دہلی بتایا ہے۔ اسی طرح ان کی پرسنل فائل میں ان کی تاریخ پیدائش ۱۸ ستمبر ۱۹۵۰ء درج ہے۔ دیکھیے: غطریف شہباز ندوی، "ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ: فکر و نظر کے چند نمایاں پہلو"، **الشریعہ**، گوجرانوالہ، ۲۲ : ۱–۲ (جنوری / فروری ۲۰۱۱ء)، ۲۸۷؛ عرفان احمد، "میری علمی اور مطالعاتی زندگی: ڈاکٹر محمود احمد غازی کا ایک غیر مطبوعہ انٹرویو"، **الشریعہ**، گوجرانوالہ، ۲۲: ۱–۲ (جنوری / فروری ۲۰۱۱ء)، ۲۲۔

۵۳۔ نور الحسن راشد کاندھلوی، "بھائی محمود"، **الشریعہ**، گوجرانوالہ، ۲۲: ۱–۲ (جنوری / فروری ۲۰۱۱ء)، ۴۰– ۴۱۔

۵۴۔ "حیات و خدمات کا ایک مختصر خاکہ"، **الشریعہ**، گوجرانوالہ، ۲۲: ۱–۲ (جنوری / فروری ۲۰۱۱ء)، ۱۱ – ۱۴۔

۵۵۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی کی تالیفات کی فہرستیں ان پر شائع ہونے والی خصوصی اشاعتوں میں مہیا کی گئی ہیں۔ دیکھیے: نفسِ مرجع؛ علی اصغر چشتی، "ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ: شخصیت اور خدمات"، **معارف**، اسلام آباد، ۱۰ : ۱ (۲۰۱۱ء)، ۱۵– ۱۶۔

ڈاکٹر غازی نے ادارہ تحقیقات اسلامی کے ساتھ اپنے سفر کا آغاز ۱۹۶۹ء میں بطور انوسٹیگیٹر (Investigator) کیا۔ بعد ازاں وہ ۱۹۸۱ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں انھیں ادارے کے ذمے داریوں سے فارغ کر کے خطیب و ڈائریکٹر فیصل مسجد اسلامک سنٹر تعینات کیا گیا۔ ۱۹۹۴ء میں وہ بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد کے نائب صدر بنائے گئے اور بالآخر ۲۰۰۴ء میں انھیں صدر جامعہ کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ اس دوران وہ مختلف اوقات میں ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی اور ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔ بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد میں مختلف ذمے داریاں انجام دینے کے علاوہ وہ حکومت پاکستان کی جانب سے کلیدی عہدوں پر فائز رہے۔ ان میں سب سے اہم منصب مذہبی اُمور کے وفاقی وزیر کا تھا جس پر وہ ۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۲ء فائز رہے۔ علاوہ ازیں وہ ممبر قومی سلامتی کونسل، حکومت پاکستان، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل اور جج فیڈرل شریعت کورٹ بھی رہے۔

ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستگی کے دوران وہ ادارے کے مجلات **الدراسات الإسلامية** اور **فکر و نظر** کی ادارت کے فرائض بھی سر انجام دیتے رہے۔ وہ **الدراسات الإسلامية** کے ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۷ء اور پھر ۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۳ء مدیر رہے جب کہ **فکر و نظر** کی ادارت کی ذمے داری انھوں نے ۱۹۸۴ء تا ۱۹۸۷ء انجام دی۔ اس کے علاوہ انھوں نے ادارے کے لیے مختلف کتب کی تالیف، تدوین، تحقیق اور ترجمہ کیا جن کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے:

1. *Islamic Renaissance in South Asia 1707-1867*: *The Role of Shah Wali Allah and His Successors*

یہ کتاب برصغیر میں اسلامی فکر کے ارتقا سے بالعموم اور خصوصی طور پر شاہ ولی اللہ کے اس حوالے سے کردار سے اعتنا کرتی ہے۔ یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ شاہ ولی اللہ کے دور کا تاریخی پس منظر بیان کرتا ہے۔ دوسرے حصے میں شاہ ولی اللہ کے دور اور ان کے حالات زندگی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ تیسرا حصہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی کوششوں میں شاہ ولی اللہ کے کردار کو نمایاں کرتا ہے، جب کہ آخری حصہ بعد میں بپا ہونے والی اسلامی تحریکات پر شاہ ولی اللہ کے اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔

2. *The Shorter Book on Muslim International Law*

یہ کتاب امام محمد بن حسن الشیبانی کی "السیر الصغیر" کے متن کی تدوین اور اس کے انگریزی ترجمے پر مشتمل ہے۔ غازی صاحب نے اس پر تعلیقات اور ایک عالمانہ مقدمہ بھی لکھا ہے۔

۳-ادب القاضی

یہ کتاب ادارہ تحقیقات اسلامی کے سلسلہ "تراجم مصادر قانون اسلامی" کی ایک کڑی ہے جس کی ترتیب و تدوین غازی صاحب نے کی۔ پہلے تین ابواب میں ادب القاضی سے متعلق آیات قرآنی، احادیث اور آثار صحابہ و تابعین کو ترتیب سے جمع کیا گیا ہے۔ چوتھا باب حضرت عمر فاروقؓ کے دور سے متعلق چند اہم عدالتی دستاویزات پر مشتمل ہے۔ پانچواں باب نظام قضا پر مشتمل ہے اور مذاہب اربعہ کی بنیادی کتب سے ماخوذ ہے۔ چھٹا باب دعویٰ، سماعت مقدمہ اور فیصلہ کے بارے میں ہے۔ جب کہ ساتواں باب نیم عدالتی اداروں کے بارے میں ہے۔[۵۶]

۴-مسودۂ قانونِ قصاص ودیت

یہ کتاب بنیادی طور پر مصری پارلیمان کی ایک خصوصی کمیٹی کے وضع کردہ "**مشروع قانون العقابات**" کے ان حصوں کا ترجمہ ہے جو قصاص و دیت سے متعلق ہیں۔ یہ ترجمہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے رفقا کی ایک ٹیم نے کیا تھا جس پر بعد ازاں غازی صاحب نے تفصیلی نظر ثانی کی اور اس کی از سر نو تدوین کر کے اس کو شائع کیا۔

۵- احکام بلوغت

احکام بلوغت بھی ادارہ تحقیقات اسلامی کے شروع کردہ سلسلۂ تراجم مصادر قانون اسلامی کی ایک کڑی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب و تدوین غازی صاحب نے کی ہے، جب کہ ان کی معاونت ادارے کے ایک اور رکن ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف بلوچ نے کی۔ احکام بلوغت میں موضوع سے متعلق مواد قرآن، حدیث اور مختلف کتب فقہ سے جمع کر کے مناسب ترتیب کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ ڈاکٹر غازی نے ادارے کے تینوں مجلات کے لیے مقالات بھی لکھے جن کی ایک فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے:

Islamic Studies	
1."Emergence of the Sanusiyyah Movement: A Historical Perspective", 22 : 3 (1983)	2."State and Politics in the Philosophy of Shah Waliy Allah", 23:4 (1984)

۵۶- محمود احمد غازی، **ادب القاضی** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۳)۔

فکر و نظر	
۳۔ "دینی فکر و شعور اور اس کا دائرہ کار"، تحریر: محمد علال الفاسی، ترجمہ: محمود احمد غازی،۷:۷ (۱۹۷۰ء)	۴۔ "اسلام کا معاشی نظریہ"، تحریر: محمد علال الفاسی، ترجمہ: محمود احمد غازی،۷:۱۱ (۱۹۷۰ء)
۵۔ "یورپ پر اسلامی تمدن و ثقافت کے اثرات"،۸:۵ (۱۹۷۰ء)	۶۔ "عرب جاہلیہ اولیٰ کے ادبی آثار پر ایک نظر"،۹:۹ (۱۹۷۲ء)
۷۔ "اقبال کا تصور فقر"،۹:۱۲ (۱۹۷۲ء)	۸۔ "ایران اقبال کی نظر میں"، تحریر: سید علی رضا نقوی، ترجمہ: محمود احمد غازی،۱۰:۱ (۱۹۷۲ء)
۹۔ "اسلامی قانون کے بعض امتیازی پہلو"،۱۰:۵ (۱۹۷۲ء)	۱۰۔ "عالم اسلام کی تجدیدی اور اصلاحی تحریکات(اپنے سیاسی اور اجتماعی پس منظر میں)"،۱۱:۵ (۱۹۷۳ء)
۱۱۔ "عالم اسلام کی تجدیدی اور اصلاحی تحریکات(اپنے سیاسی اور اجتماعی پس منظر میں)(۲)"،۱۱:۷ (۱۹۷۴ء)	۱۲۔ "عالم اسلام کی تجدیدی اور اصلاحی تحریکات(اپنے سیاسی اور اجتماعی پس منظر میں)(۳)"،۱۱:۸ (۱۹۷۴ء)
۱۳۔ "رسول اللہؐ بحیثیت ایک مدبر"،۱۲: ۱۰-۱۱ (۱۹۷۵ء)	۱۴۔ "شیخ صاوی علی شعلان: کلامِ اقبال کے ایک عرب ترجمان"،۱۳:۷ (۱۹۷۶ء)
۱۵۔ "اسلامی تحقیق: کرنے کا کام" ۱۳:۱۱ (۱۹۷۶ء)	۱۶۔ "یادوں کی دنیا: ایک تنقیدی مطالعہ"،۱۵:۴ (۱۹۷۷ء)
۱۷۔ "لیشھدوا منافع لھم"،۱۶:۵ (۱۹۷۸ء)	۱۸۔ "اسلامی اقدار کے تحفظ کے لیے ادارۂ احتساب کی ضرورت"،۲۰: ۹-۱۰ (۱۹۸۳ء)
۱۹۔ "اسلامی ریاست عصر حاضر میں(۱)"،۲۱ : ۲ (۱۹۸۳ء)	۲۰۔ " اسلامی ریاست عصر حاضر میں(۲)"،۲۱:۳ (۱۹۸۳ء)
۲۱۔ "اسلامی ریاست عصر حاضر میں(۳)"،۲۱:۴ (۱۹۸۳ء)	۲۲۔ "قصاص ودیت کے چند اہم پہلو"،۲۱:۱۰ (۱۹۸۴ء)
۲۳۔ "قواعد کلیہ اور ان کا آغاز وارتقاء"،۲۶:۴ (۱۹۸۹ء)	۲۴۔ "فقہ شافعی اور علم قواعد کلیہ"،۲۹ : ۳ (۱۹۹۲ء)
۲۵۔ "حدود اور قصاص کے مقدمات میں عورتوں کی گواہی"، ۳۰:۳،(۱۹۹۳ء)	۲۶۔ "متاخرین فقہائے شافعیہ اور علم قواعد کلیہ" ۳۱:۱،(۱۹۹۳ء)
۲۷۔ "علوم اسلامیہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی خدمات (عمومی جائزہ)"،۴۰-۴۱: ۴،۱(۲۰۰۳ء)	

الدراسات الإسلامية	
۲۸۔"الحقوق الأساسية التی جاء بها الرسول الأکرم صلی الله علیه وسلم"،۱۱ : ۱ —۲ (۱۹۷٦ء)	۲۹- "آفاق التربية الإسلامية فی القرن الخامس عشر الهجری"، ١٦: ٤ (١٩٨١ء)
۳۰- "کتاب "مسلم الغد" للدکتور احسان حقی: عرض و تحلیل"، ١٨: ٥ (۱۹۸۳ء)	۳۱-"حرکة توجيه العلوم الإنسانية وجهة إسلامية فی باکستان"، ٢١: ٤ (١٩٨٦ء)
۳۲- "عقائد أهل السنة و الجماعة للإمام المجدد أحمد بن عبد الأحد السرهندي الفاروقی"، تعريب و تقديم: محمود أحمد غازی، ۳۷: ۳ (۲۰۰۲ء)	۳۳- "القرآن جامع لجميع أحکام الشريعة للإمام المجدد أحمد بن عبد الأحد السرهندی"، تعريب: محمود أحمد غازی، ۳۹: ۱(۲۰۰٤ء)

مولانا عبد القدوس ہاشمی

مولانا عبد القدوس ہاشمی ۲۶/جون ۱۹۱۱ء کو مخدوم پور، گیا، بہار میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولانا سید اوسط حسین عالم دین اور معروف محدث نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور مدرسہ عالیہ مئو سے درس نظامی کیا۔ اس کے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ میں زیر تعلیم رہے اور سید سلیمان ندوی اور مولانا حیدر حسن خان ٹونکی سے استفادے کا موقع ملا۔ ندوۃ العلماء سے فاضل کی حیثیت سے فراغت کے بعد وہ دو سال تک مہاودیالہ، بنارس سے ہندی اور سنسکرت سیکھتے رہے۔ اسی دوران انھوں نے پنجاب یونی ورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔

مولانا نے عملی زندگی کا آغاز صحافت سے کیا اور ماہنامہ ندیم، گیا، ہفتہ وار البلاغ اور روزنامہ اتحاد، حیدر آباد دکن کے ایڈیٹر رہے۔ تقسیم ہندوستان سے قبل صحافت کے ساتھ ساتھ وہ عملی سیاست سے بھی وابستہ رہے۔ وہ تحریک پاکستان کے کارکن تھے اور متحدہ ہندوستان میں منعقد ہونے والے ۱۹۴۵-۱۹۴۶ء کے انتخابات میں انھوں نے مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے ہندوستان کے مختلف علاقوں کے دورے کیے۔ تقسیم کے بعد وہ پاکستان آ گئے۔ کراچی میں جب ادارہ تحقیقات اسلامی فعال ہوا تو وہ اس سے وابستہ ہو گئے اور اس کے مکتبہ کے مہتمم مقرر ہوئے اور طویل عرصے تک اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ کتب خانے کی ذمہ داریوں سے فراغت کے بعد ادارہ تحقیقات اسلامی نے ان کی خدمات بطور پروفیسر حاصل کیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی سے طویل وابستگی کے علاوہ وہ مؤتمر العالم

الاسلامی، کراچی کے ڈائریکٹر اور مجمع الفقه الإسلامي، مکہ مکرمہ کے رکن بھی رہے۔ مولانا کا انتقال ۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء کو کراچی میں ہوا۔ (۵۷)

مولانا کا علمی کام مختلف جہات میں پھیلا ہوا ہے، ان کی تالیف و ترجمہ کی ہوئی کتب کی تعداد لگ بھگ بتیس ہے جب کہ اردو، انگریزی اور عربی زبانوں میں لکھے ہوئے مضامین کی تعداد دو سو سے زائد ہے جن میں سے متعدد علمی مجلات میں شائع ہوئے۔ (۵۸) انھوں نے جن علمی جہات پر ترجمہ و تالیف کا کام کیا ان میں قرآن، حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ جیسی جہات علمی کے علاوہ تقابل ادیان، پاکستانیات، تقویمات، رسم الخط اور زبان و ادب وغیرہ جیسے مضامین بھی شامل ہیں۔

ادارہ تحقیقات اسلامی سے مولانا کی وابستگی کا زیادہ تر عرصہ ادارے کے مکتبے کے انتظام و انصرام کا ہے۔ مولانا ہاشمی ادارے کے مکتبے کے مہتمم بننے سے قبل رام پور اسٹیٹ لائبریری اور کتب خانہ آصفیہ، حیدر آباد دکن میں ماہر مخطوطات کے طور پر کام کر چکے تھے، اس لیے کتب خانے کی تنظیم کی باقاعدہ تعلیم نہ ہونے کے باوجود لائبریریوں سے وابستگی کے تجربات ان کے کام آئے۔ بحیثیت مہتمم ان کے زمانے میں ادارے کے کتب خانے میں موجود ذخیرۂ علمی اور نادر مخطوطات کے حوالے سے ایک جھلک مولانا کے مضمون ''کتب خانہ کے علمی نوادر'' کے علاوہ ڈاکٹر احمد خاں کے مضمون ''ادارہ تحقیقات اسلامی کا کتب خانہ'' اور سید فیاض علی کے اسی عنوان کے تحت مضامین میں ملتی ہے۔ (۵۹)

کتب خانے کے انتظام و انصرام کے علاوہ مولانا نے ادارے کے لیے دو کتب کی تالیف بھی کی جن کے مختصر احوال ذیل میں دیے جا رہے ہیں:

۵۷۔ سید عبدالقدوس ہاشمی، **تحقیقات**، مرتب: سید عبدالمتین ہاشمی (اسلام آباد: دعوۃ اکیڈمی، ۲۰۰۵ء)، ۷- ۱۳؛ فیوض الرحمن، **مشاہیر علماء** (لاہور: فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی، س۔ن)، ۲: ۴۲۴- ۲۵؛ سید عبد القدوس ہاشمی ندوی، **مقالات و ملفوظات**، مرتب: اقبال احمد صدیقی (کراچی: مولانا عبدالقدوس ہاشمی ٹرسٹ، ۱۹۹۱ء)، ۷-۲۳،۲۹-۲۹۲۔

۵۸۔ ہاشمی، **مقالات و ملفوظات**، ۲۹۱؛ ہاشمی، **تحقیقات**، ۱۰ - ۱۱؛ پرسنل فائل۔

۵۹۔ عبدالقدوس ہاشمی، ''کتب خانہ کے علمی نوادر''، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱۳: ۱۱ (۱۹۷۶ء)؛ احمد خاں، ''ادارہ تحقیقات اسلامی کا کتب خانہ''، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱۳: ۱۱ (۱۹۷۶ء)؛ سید فیاض علی، ''ادارہ تحقیقات اسلامی کا کتب خانہ''، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱۹: ۱۲ (۱۹۸۲ء)۔

۱- تقویم تاریخی (قاموس تاریخی)

یہ کتاب ۱ہجری سے لے کر ۱۴۰۰ ہجری تک ہجری اور عیسوی سنین کے مابین ایک تقابلی تقویم پر مشتمل ہے۔ مزید افادیت کے لیے تاریخ اسلام کے مشہور واقعات اور مشاہیر کی وفیات کو بھی توقیت دی گئی ہے۔

۲-خطبۂ تبوک

یہ کتابچہ نبی کریم ﷺ کے تبوک کے مقام پر دیے گئے خطبہ مبارک کے اردو ترجمہ اوراس کی مختصر تشریح پر مشتمل ہے۔ کتابچے کے مندرجات اولاً **فکر و نظر** میں بالاقساط شائع ہوئے اور بعد ازاں انھیں کتابی شکل میں ترتیب دیا گیا۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ ادارے کے تینوں مجلات میں مولانا کے مضامین شائع ہوئے جن کی فہرست ذیل میں دی جارہی ہے:

Islamic Studies	
1. "The Holy Qur'an and the Figure 19", 20:3 (1981).	
فکر و نظر	
۲۔"مستشرقین اور تحقیقات اسلامی"،۷: ۶ (۱۹۶۹ء)	۳۔"المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی"،۷: ۱۲ (۱۹۷۰ء)
۴۔ "التحریر فی شرح جامع الکبیر"،۸: ۱ (۱۹۷۰ء)	۵۔"کتب خانہ ہمایوں شریف۔ سندھ"،۸: ۱۲ (۱۹۷۱ء)
۶۔"کتاب الکافی فی فروع الحنفیہ"،۹: ۱ (۱۹۷۱ء)	۷۔"سیرت طیبہ کا مطالعہ"،۹: ۱۱ (۱۹۷۲ء)
۸۔"اتوار یاجمعہ"،۱۰: ۶ (۱۹۷۲ء)	۹۔"تعمیر بیت اللہ الحرام"،۱۰: ۷ (۱۹۷۳ء)
۱۰۔"خطبۂ تبوک"،۱۰: ۱۰ (۱۹۷۳ء)	۱۱۔"خطبۂ تبوک(۲)"،۱۰: ۱۱ (۱۹۷۳ء)
۱۲۔"خطبۂ تبوک(۳)"،۱۰: ۱۲ (۱۹۷۳ء)	۱۳۔"خطبۂ تبوک(۴)"،۱۱: ۱ (۱۹۷۳ء)
۱۴۔"خطبۂ تبوک(۵)"،۱۱: ۲(۱۹۷۳ء)	۱۵۔"رویت ھلال کی ضرورت"،۱۲: ۳ (۱۹۷۴ء)
۱۶۔"رویت ھلال کی ضرورت (استفسارات و جوابات)"، ۱۲: ۶(۱۹۷۴ء)	۱۷۔"سیرت انبیاء کمال انسانیت"،۱۲: ۱۰-۱۱(۱۹۷۵ء)
۱۸۔"سیرت طیبہ کا مطالعہ"،۱۳: ۹(۱۹۷۶ء)	۱۹۔"کتب خانہ کے علمی نوادر"،۱۳: ۱۱ (۱۹۷۶ء)
۲۰۔"صفہ اور اصحاب صفہ"،۱۸: ۲ (۱۹۸۰ء)	۲۱۔"قرآن مجید اور ۱۹ کا عدد — ایک استفسار کا جواب"،۱۸: ۳ (۱۹۸۰ء)

۲۲۔ "قمری تقویم ہجری"، ۱۸: ۶ (۱۹۸۰ء)	۲۳۔ "کامل و کامیاب رہنما"، ۱۸: ۸ (۱۹۸۱ء)
۲۴۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی اصلاحات"، ۱۹: ۸ (۱۹۸۲ء)	۲۵۔ "چین کے دو مذاہب"، ۲۰: ۳ (۱۹۸۲ء)
۲۶۔ "تلمود"، ۲۰: ۴ (۱۹۸۲ء)	۲۷۔ "جین مت (جین ازم)"، ۲۰: ۶ (۱۹۸۲ء)
۲۸۔ "فہارس قرآن مجید"، ۲۰: ۱۱ (۱۹۸۳ء)	
الدراسات الإسلامية	
۲۹۔ "نظرة عامة على الديانة الجينية" تعريب: غلام مرتضیٰ آزاد، ۱۹: ۱ (۱۹۸۴ء)	

ڈاکٹر ضیاء الدین احمد

ڈاکٹر ضیاء الدین احمد یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء کو بنگال (موجودہ بنگلہ دیش) کے ضلع بریسل میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے بریسل کے سرسینہ مدرسہ سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی۔ ۱۹۵۴ء میں لطیف انٹر کالج، بریسل سے انٹر میڈیٹ اور ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۸ء کے دوران ڈھاکہ یونی ورسٹی سے بی۔اے (آنرز) اور ایم۔اے مکمل کیا۔ اس کے بعد وہ ۱۹۶۱ء میں ڈھاکہ یونی ورسٹی کے شعبۂ عربی اور علوم اسلامیہ سے بطور فیلو وابستہ ہو گئے اور وہ ۱۹۶۲ء میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے لندن یونی ورسٹی کے سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز (School of Oriental and African Studies) چلے گئے جہاں سے انھوں نے ۱۹۶۶ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی مکمل کی۔ ان کے پی۔ ایچ۔ ڈی مقالے کا عنوان: *(A Critical Edition of the First Volume of Al-Musnad Min Masail Abi Abd Allah Ahmad ibn Mohammad ibn Hambal)* تھا، جسے بعد ازاں بنگلہ دیش کی ایشیاٹک سوسائٹی نے شائع کیا۔ ڈاکٹریٹ مکمل کرنے کے بعد وہ دوبارہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ عربی اور علوم اسلامیہ سے بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر وابستہ ہو گئے جہاں وہ ۱۹۶۹ء تک رہے۔ اس کے بعد وہ یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو بحیثیت ریڈر ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۷۶ء میں انھیں ترقی دے کر پروفیسر بنا دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۴ء تک وہ مائید یگوری یونی ورسٹی، نائیجیریا سے بطور پروفیسر عربی و علوم اسلامیہ وابستہ رہے۔ نائیجیریا سے واپسی کے بعد وہ دوبارہ ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستہ ہو گئے۔ اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے دوران وہ مختلف علمی و تحقیقی اداروں کے ممبر رہے جن میں ڈھاکہ کی *The Asiatic Society of*

International Association for Islamic Econimics اور لیسٹر برطانیہ کی *Bangladesh* وغیرہ شامل ہیں۔ڈاکٹر صاحب ۱۰ مئی ۱۹۹۰ء کو دوران ملازمت راولپنڈی کے ملٹری ہسپتال میں انتقال کر گئے۔[۶۰]

ڈاکٹر صاحب کا تحقیقی میدان معاشیاتِ اسلام تھا۔ اس کے علاوہ فقہ و فکر حنبلی بھی ان کی دل چسپی کا موضوع تھا۔ ان کے مضامین زیادہ تر انھی دو علمی جہات کے گرد گھومتے ہیں۔ انھوں نے ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستگی کے دوران ادارے کے مجلات کے لیے بیس سے زائد تحقیقی مضامین لکھے جن کی فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے:

Islamic Studies	
1."Abu Bakr Al-Khallal— The Compiler of the Teachings of Imam Ahmad b. Hanbal", 9:3 (1970).	2."Socio Economic Values of Islam, and their Significance and Relevance to the Present Day World" 10:4 (1971).
3. "A Survey of the Development of Theology in Islam", 11: 2 (1972).	4. "Some Aspects of the Political Theology of Ahmad b. Hanbal", 12:1 (1973).
5. "Ahmad b. Hambal and the Problems of Iman", 12:4 (1973).	6. "Financial Policies of the Holy Prophet— A Cases Study of the Distribution of Ghanima in Early Islam", 14: 1(1975).
7. "The Concept of Jizya in Early Islam", 14:4 (1975).	8. "The Theory of Riba", 17:4 (1978).
9. "'Ushr and 'Ushr Land", 19:2 (1980).	10. "Zakat and Economic Wellbeing", 20:1 (1981).
11. "Al-Musnad Min Masa'il Ahmad b. Hanbal —An Important Hanbali Work", 20:2 (1981).	12. "Nisab of Zakat", 20:3 (1981).
13. "The Controversy Over Al-Maqam Al-Mahmud", 21:3 (1982).	14. "Jizyah and Kharaj in Early Islamic Egypt", 24:3 (1985).

60– Muhammad Naeem, "Ziauddin Ahmed (1933-1990)", *Islamic Studies*, 29:3 (1990); Personal File.

15. "Libyan Act No: 89, 1971 in Respect of Zakat", Translation: Dr. Ziauddin Ahmed, 25:3 (1986).	16. "Waqf as an Instrument of Perpetuity— An Assesment", 26:2 (1987).
17. "Ushur and Maks in Early Islam", 27:1 (1988).	18. "Currency Notes and Loan Indexation", 28:1 (1989).
فکر و نظر	
۲۰۔ ”غیر مطبوعہ اور زیرِ طبع مسودات“، ۱۳: ۱۱ (۱۹۷۶ء)	۱۹۔ ”رسول اکرم ﷺ کی معاشی تعلیم“، ۱۲: ۱۰-۱۱ (۱۹۷۵ء)
	۲۱۔ ”مکہ مکرمہ اسلام سے پہلے“، ۱۴: ۳-۴ (۱۹۷۶ء)

ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی

ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو جفہ، فلسطین میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد فلسطین کی ایک معروف شخصیت اور جج تھے۔[۶۱] انھوں نے ابتدائی تعلیم قریبی مسجد میں واقع مدرسے میں حاصل کی اور پھر ایک فرانسیسی کیتھولک ادارے College de Freres میں داخل ہوئے۔[۶۲] بعد ازاں ۱۹۴۲ء میں انھوں نے امریکن یونی ورسٹی، بیروت سے بی۔ اے کیا اور برطانیہ کے ماتحت فلسطینی انتظامیہ میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں انھیں ۱۹۴۵ء میں گلیلی کا گورنر تعینات کر دیا گیا۔ تاہم ۱۹۴۸ء میں ارض فلسطین پر یہودی ریاست کے قیام کے بعد وہ بیروت ہجرت کر گئے۔ اس کے بعد انھوں نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے امریکہ کا رخ کیا اور پہلے انڈیانا یونیورسٹی اور پھر ہارورڈ یونی ورسٹی سے ۱۹۴۹ء اور ۱۹۵۱ء کے درمیان فلسفے میں ایم۔ اے کیا۔ بعد ازاں انھوں نے ایک بار پھر انڈیانا یونی ورسٹی کا رخ کیا اور ستمبر ۱۹۵۲ء میں فلسفے میں پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ امریکہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کلاسیکی اور روایتی علوم اسلامیہ کی تحصیل کا ارادہ کیا اور اس نیت سے مصر میں جامعۃ الازھر کا رخ کیا جہاں وہ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۸ء مقیم رہے۔ ایک سال بعد معروف پروفیسر ولفریڈ کانٹویل سمتھ کی دعوت پر وہ میک گل یونی ورسٹی، کینیڈا سے منسلک ہو گئے اور وہاں یونی ورسٹی کے علوم اسلامیہ کے انسٹی ٹیوٹ میں بطور مہمان پروفیسر پڑھایا اور ساتھ ہی ساتھ یونی ورسٹی کی کلیہ الٰہیات میں یہودیت اور نصرانیت کا دو سال مطالعہ

61– Ataullah Siddiqui, "Introduction", in *Ismail Raji Al-Faruqi: Islam and Other Faiths*, ed. Ataullah Siddiqui (Leicester: The Islamic Foundation, 1998), Xi.

62– Behrooz Ghamari-Tabrizi, “Loving America and Longing for Home: Isma’il al-Faruqi and the Emergence of the Muslim Diaspora in North America”, *International Migration*, 42:2 (2004), 66.

بھی کیا۔ میک گل یونی ورسٹی میں ہی الفاروقی کی ملاقات ڈاکٹر فضل الرحمن سے ہوئی، جو یونی ورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز میں پڑھا رہے تھے۔[۶۳] ڈاکٹر فضل الرحمن نے جب حکومت پاکستان کی دعوت پر مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی سے وابستگی اختیار کی تو انھوں نے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کو الفاروقی کو ادارے میں پروفیسر بنانے کے لیے آمادہ کیا۔[۶۴]

الفاروقی ۱۹۶۱ء سے لے کر ۱۹۶۳ء تک مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی، کراچی میں بطور پروفیسر تعینات رہے جس کے بعد وہ امریکہ واپس لوٹ گئے اور ۱۹۶۴ء میں Syracuse University میں علوم اسلامیہ کے ایسوسی ایٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں وہ فلاڈلفیا(Philadelphia) کی ٹیمپل یونیورسٹی چلے گئے اور ۱۹۸۶ء میں اپنی ناگہانی وفات تک بطور پروفیسر تعینات رہے۔ انھیں اور ان کی اہلیہ کو ۲۷ مئی ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۸ ر رمضان المبارک ۱۴۰۶ ہجری کو بے دردی سے ان کے گھر میں قتل کر دیا گیا۔[۶۵]

ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی کی خدمات مختلف جہات میں پھیلی ہوئی ہیں، اس حوالے سے امتیاز یوسف نے کم از کم چار جہات کی نشان دہی کی ہے۔ اولاً: اسلام اور علوم اسلامیہ کا تعارف۔ اس حوالے سے کتب و مقالات تحریر کرنے کے علاوہ انھوں نے امریکہ کے منظر نامے میں علوم اسلامیہ کو بطور علمی مضمون (Discipline) متعارف کروایا۔ انھوں نے ۱۹۷۳ء میں امریکی اکادمی برائے مطالعہ مذاہب (American Academy of Religion) جیسے موقر ادارے میں علوم اسلامیہ کی شاخ قائم کی اور دس سال تک اس کی مسند پر فائز رہے۔ ثانیاً: تاریخ الادیان (History of Religions) کی جدید علمی جہت میں مسلم نقطۂ نظر کی پیش کش۔[۶۶] ثالثاً:

63– "Introduction" in *Islam and Knowledge: Al-Faruqi's Concept of Religion in Islamic Thought,* ed. Imtiyaz Yusuf (London, New York: 1.B. Tauris, 2012), 1-2.

64– Fazalur Rehman, "Palestine and My Experiences with the Young Faruqi —1958 to 1963", *Journal of Islamic Research,* 4:4 (October 1990), 299-300.

65– Imtiyaz Yusuf, "Introduction", 2.

۶۶– مطالعۂ مذاہب ایک نئی جہت علمی ہے جس کا ظہور انیسویں صدی کی دوسری نصف کے اواخر میں ہوا اور تب سے لے کر آج تک مختلف عنوانات کے تحت اس کے شعبہ جات یورپی اور امریکی جامعات میں کھلے ہیں؛ ان میں تقابل ادیان (Comparative Religion)، تاریخ الادیان (History of Religion)، مظہریات مذہب، Phenomenology of Religion) وغیرہ شامل ہیں، آج کل Religious Studies زیادہ مقبول نام ہے۔

علوم کو اسلامیانے (Islamization of Knowledge) کے حوالے سے فکری بنیادوں کی فراہمی۔ رابعاً: بین المذاہب مکالمے میں علمی و عملی شرکت۔[۶۷]

ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی کثیر التصنیف مؤلف تھے۔ امتیاز یوسف صاحب نے الفاروقی پر اپنی کتاب میں ان کی کتب و مقالات کی ایک فہرست مہیا کی ہے۔ اس میں تصنیف و تدوین شدہ کتب کی تعداد چوبیس ہے جب کہ مختلف مجلات وکتب میں ان کے مقالات و مضامین کی تعداد سو سے زائد ہے۔[۶۸]

ادارہ تحقیقات اسلامی سے ڈاکٹر الفاروقی کی وابستگی کا دورانیہ صرف دو سال تک محدود رہا اور وہ اس کو بوجوہ طول نہیں دے سکے۔ اس دوران انھوں نے کراچی یونی ورسٹی میں کلیہ علوم اسلامیہ بنانے اور اس کو جدید بنیادوں پر استوار کرنے کے حوالے سے ایک جامع منصوبہ پیش کیا۔[۶۹] علاوہ ازیں اس عرصے میں ان کے حسب ذیل انگریزی مقالات بھی *Islamic Studies* میں شائع ہوئے:

Islamic Studies	
1. "Towards a New Methodology for Qur'anic Exegesis", 1:1 (1962).	2. "Towards a Historiography of Pre-Hijrah Islam", 1:2 (1962).
3. "On the Raison D'etre of the Ummah", 2:2 (1963).	

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن ۸/ جنوری ۱۹۵۱ء کو کھوٹہ، ضلع راولپنڈی کے ایک معروف مذہبی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۶۷ء میں لاہور بورڈ سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد جامعہ عباسیہ، بہاولپور (حالیہ اسلامیہ یونی ورسٹی) سے تحصیل علم کے دیگر درجات طے کیے اور ۱۹۷۳ء میں شهادة العالمية / بی اے، جب کہ ۱۹۷۵ء میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ انھوں نے ۱۹۹۱ء میں سیرة النبی میں تخصص کے ساتھ علوم اسلامیہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاولپور سے حاصل کی۔

67– Imtiyaz Yusuf, "Introduction", 2-10.

68– Imtiyaz Yusuf, *Islam and Knowledge*, 319-326.

۶۹– اس منصوبے کو ضمیمے کے طور پر امتیاز یوسف صاحب نے اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔ دیکھیے:

Ibid, 307-314.

ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمٰن کا ۱۹۷۵ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد میں بحیثیت فیلو تقرر ہوا۔ قریباً بیس سال اسی حیثیت میں کام کرنے کے بعد انھیں ۱۹۹۵ء میں ادارے میں اسسٹنٹ پروفیسر مقرر کیا گیا۔ بعد ازاں وہ ۱۹۹۹ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر جب کہ ۲۰۰۸ء میں پروفیسر کے عہدوں پر فائز ہوئے۔ انھیں ۲۰۰۹ء میں بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد سے منسلک دعوۃ اکیڈمی کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کیا گیا۔ اس حیثیت میں وہ ۲۰۱۳ء میں اپنی ریٹائرمنٹ تک خدمات انجام دیتے رہے۔ اسی دوران وہ نومبر ۲۰۱۰ء تا اکتوبر ۲۰۱۱ء یونی ورسٹی سے منسلک شریعہ اکیڈمی کے بھی ڈائریکٹر جنرل رہے۔ وہ ۲۰۱۱ء میں بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد کے نائب صدر مقرر کیے گئے اور ریٹائرمنٹ تک اس حیثیت میں خدمات انجام دیتے رہے۔ اس دوران مختلف اوقات میں مختصر دورانیوں کے لیے وہ قائم مقام صدر جامعہ بھی رہے۔[۷۰]

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد سے وابستگی کے دوران قریباً پچیس سال تک صاحب زادہ صاحب نے ادارے کے اردو مجلے **فکر و نظر** کی ادارت کے فرائض انجام دیے جب کہ نائب مدیر کی حیثیت سے مجلے سے وابستگی اس کے علاوہ ہے۔ اس دوران انھوں نے **فکر و نظر** کے متعدد خصوصی نمبر نکالے۔ ان کے زیر ادارت درج ذیل موضوعات و شخصیات پر فکر و نظر کی خصوصی اشاعتیں منظر عام پر آئیں:

۱۔ سید صباح الدین عبد الرحمٰن (جلد: ۲۵، شمارہ: ۳)

۲۔ اندلس کی اسلامی میراث (جلد: ۲۸، ۲۹، شمارہ: ۴، ۱ – ۲)

۳۔ سیرت نمبر (جلد: ۳۰، شمارہ: ۱ : ۲)

۴۔ مخطوطات نمبر (جلد: ۳۵، شمارہ: ۲ – ۳)

۵۔ برصغیر میں مطالعۂ قرآن (جلد: ۳۶، شمارہ: ۳ – ۴)

۶۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (جلد: ۴۰، ۴۱، شمارہ: ۴، ۱)

۷۔ برصغیر میں مطالعۂ حدیث (جلد: ۴۲، ۴۳، شمارہ: ۴، ۱)

۸۔ ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی (جلد: ۴۶، شمارہ: ۱ – ۲)

فکر و نظر کی طویل عرصے تک ادارت کے علاوہ صاحب زادہ ساجد الرحمٰن صاحب نے ادارے کے لیے پانچ کتب کی تصنیف و ادارت کی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۷۰۔ ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن کی سوانحی معلومات ان کی C.V. سے لی گئی ہیں۔ ان کی C.V. فراہم کرنے پر راقم محترم بشارت احمد، اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری، دعوۃ اکیڈمی کا شکر گزار ہے۔

۱۔قصاص و دیت

ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام "تراجم مصادر قانون اسلامی" کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا تھا جس کے تحت مختلف موضوعات فقہ پر قرآن مجید، حدیث نبوی اور فقہ اسلامی کی بنیادی کتب سے اہم مواد کا انتخاب کر کے اس کا ترجمہ کیا جاتا تھا۔ اس سلسلے کی ایک کتاب قصاص و دیت پر ہے جس کی ترتیب و ترجمہ کے فرائض ادارے کے رفقاڈاکٹر محمد میاں صدیقی، صاحب زادہ ساجد الرحمن اور علی احمد انصاری نے انجام دیے۔

۲۔اندلس کی اسلامی میراث

ادارہ تحقیقات اسلامی نے ۱۹۸۸ء میں اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ ادارہ اسلامی اندلس کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی سعی کرے گا۔ اس سلسلے میں ادارے کے تینوں مجلات کے اندلس کی اسلامی میراث پر خصوصی شمارے شائع کیے گئے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر **فکر و نظر** کے **اندلس کی اسلامی میراث** پر خصوصی شمارے کی کتابی شکل ہے جس کی ترتیب و تدوین ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمٰن نے کی ہے۔ اس کتاب میں تفسیر، حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ، ادب، اقبالیات، طب، فلسفہ و کلام، شخصیات، تہذیب و ثقافت اور کتابیات کے عناوین کے تحت اسلامی اندلس کا بھرپور تعارف پیش کیا گیا ہے۔

۳۔برصغیر میں مطالعۂ قرآن (علوم القرآن، تفاسیر، مفسرین)

ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام برصغیر میں مطالعہ قرآن کی تاریخ پر ۲۸/اپریل تا یکم مئی ۱۹۹۷ء چار روزہ مذاکرے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس مذاکرے میں پیش کیے گئے مقالات میں سے چنیدہ مقالات کو اولاً **فکر و نظر** کے ایک خصوصی شمارے میں شائع کیا گیا اور بعد ازاں انھیں کتابی شکل میں پیش کیا گیا۔ دونوں کی ادارت کے فرائض ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمن نے انجام دیے۔ کتاب کو علوم القرآن، اردو تفاسیر اور مفسرین اور مخطوطات کے عناوین کے تحت تقسیم کر کے برصغیر میں مطالعہ قرآن کا ایک جامع جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

۴۔پیغمبر اخلاق

ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد کے زیر اہتمام نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے اخلاق کریمہ سے متعلق بعض اردو نگارشات پر مشتمل ایک مجموعہ **پیغمبر اخلاق** کے عنوان کے تحت ترتیب دیا گیا تھا۔ اس مجموعے کی ترتیب و تدوین ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمن نے کی۔ بعد ازں اس مجموعے کی دوسری اشاعت دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد سے عمل میں آئی۔

۵-اسلامی معاشرہ کی تاسیس و تشکیل

یہ ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمن کی مستقل تصنیف ہے۔ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے جن میں سے چھے ابواب میں اسلامی معاشرے کی تاسیس و تشکیل کے سلسلے میں غیر مسلم اقوام سے افادے و استفادے کو بالخصوص عرب جاہلیہ کی سیاسی و سماجی روایات کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے اور ساتویں باب میں نتائج بحث دیے گئے ہیں۔ [۷۱]

مندرجہ بالات کتب کے علاوہ ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمن کے چند مقالات و تراجم بھی **فکر و نظر** میں شائع ہوئے جن کی ایک فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے:

۱۔"اسلام میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ"، ۱۳:۱۲ (۱۹۷۶ء)	۲۔"امام ربانی کی تعلیمات تصوف"، ۱۷:۹ (۱۹۸۰ء)
۳۔"علمی ترقی میں مسلمانوں کا حصہ"، تحریر: احسان حقی، ترجمہ: صاحب زادہ ساجد الرحمٰن، ۲۱:۴ (۱۹۸۳ء)	۴۔"قرآن کا تصورِ سیاست"، تحریر: محمد تقی امینی، ترجمہ: صاحب زادہ ساجد الرحمٰن، ۲۱:۱۲ (۱۹۸۴ء)
۵۔"مسلم اقلیتیں اور سیاسی معاشرت: تین قابل تقلید مثالیں"، تحریر: محمد خالد مسعود، ترجمہ: صاحب زادہ ساجد الرحمٰن، ۳۲:۲ (۱۹۹۴ء)	

حاصل کلام

تعلیمی و تحقیقی اداروں کا اصل سرمایہ وہ افراد کار ہوتے ہیں جو اپنے علمی و تحقیقی کارناموں کے سبب ادارے کی پہچان بنتے ہیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کی شاندار تاریخ کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے بہت سی ایسی نامور علمی شخصیات وابستہ رہیں جو اپنی تحقیقات کے ذریعے نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی سطح پر ادارے کا تعارف بنیں۔ ادارے سے وابستہ ان شخصیات نے نہ صرف علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا بلکہ تحقیق کے نئے در بھی وا کیے۔

ادارے سے وابستہ رہنے والی علمی شخصیات میں واضح تنوع نظر آتا ہے۔ ان کا علمی و تحقیقی کام علوم اسلامیہ کی مختلف جہات میں پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح فکری طور پر ان شخصیات میں روایت پسندی اور تجدد پسندی کے مختلف رجحانات کے علاوہ ملک کے مختلف مذہبی مکاتب فکر کی طرف انتساب بھی نظر آتا ہے۔ اس حوالے سے

۷۱- صاحبزادہ ساجد الرحمن، **اسلامی معاشرہ کی تاسیس و تشکیل** (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۷ء)، ۱۴۔

ادارے نے مذہبی اعتبار سے ملک کے مجموعی علمی ماحول کی عکاسی کی ہے۔ البتہ ادارے کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ اس نے اپنے وابستگان کے مختلف رجحانات کے باوصف کسی خاص مکتبۂ فکر یا فکری رجحان کو پروان چڑھانے کے بجائے خالص تحقیقی فضا کو فروغ دیا۔ مزید برآں، ہمیشہ یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ ادارے کے اندر فکری اختلاف کے باوجود شخصی احترام اور برداشت کی اسلامی روایات پروان چڑھیں اور فکری اختلافات تنازع اور جھگڑے کا سبب نہ بنیں۔ ادارے کی اس پالیسی کا عملی اظہار ہمیں اس کی مطبوعات سے بہ خوبی نظر آتا ہے۔

۞۞۞۞۞